خطبہ نمبر

قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (اٰل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

سوموار 5/ستمبر 2022ء | 8/صفر 1444 ہجری قمری | 5/تبوک 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:188

فرمانِ رسولؐ

پہلی وحی کی کیفیت

امّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سچی خوابیں آنے لگیں۔ جو خواب بھی آتی وہ نمودِ صبح کی طرح روشن اور صحیح نکلتی۔حضور ﷺ کو خلوت پسند تھی اور غار حرا میں جا کر عبادت کرتے تھے۔ آپؐ کچھ سامان اپنے ہمراہ لے جاتے۔ جب ختم ہو جاتا تو دوبارہ گھر آ کر کھانے پینے کا سامان لے جاتے۔ اسی اثناء میں آپؐ کے پاس ایک فرشتہ آیا اور کہا پڑھو!۔ آپؐ نے کہا میں نہیں پڑھ سکتا۔فرشتہ نے آپ کو سختی سے دبایا پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھو!۔حضور ﷺ نے کہا: میں نہیں پڑھ سکتا۔فرشتہ نے دوسری مرتبہ دبایا پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھو!۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم ک نے کہا: میں نہیں پڑھ سکتا۔ تیسری دفعہ فرشتہ نے پھر دبایا اور چھوڑ دیا اور کہا اپنے اس پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے انسان کو پیدا کیا۔ پڑھو درآنحالیکہ تیرا رب عزت والا اور کرم والا ہے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر واپس آئے۔ آپؐ کا دل لرز رہا تھا۔ اپنی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہؓ کے پاس آ کر کہا مجھے کمبل اوڑھا دو۔ چنانچہ انہوں نے کمبل اوڑھا دیا۔ جب آپ ﷺ کی گھبراہٹ جاتی رہی تو حضرت خدیجہؓ کو سارا واقعہ بتایا اور اس خیال کا اظہار کیا کہ میں اپنے متعلق ڈرتا ہوں (کہ میں یہ اہم کام کر بھی سکوں گا یا نہیں۔) اس پر حضرت خدیجہؓ نے کہا کہ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپؐ کو کبھی رسوا نہیں ہونے دے گا۔ آپؐ صلہ رحمی کرتے ہیں، کمزوروں کو اٹھاتے ہیں، جو خوبیاں معدوم ہو چکی ہیں ان کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، مہمان نواز ہیں، ضروریات حقہ میں امداد کرتے ہیں۔

(ماخوذ از صحیح بخاری، کتاب کیف کان بدأ الوحی الیٰ رسول اللہؐ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

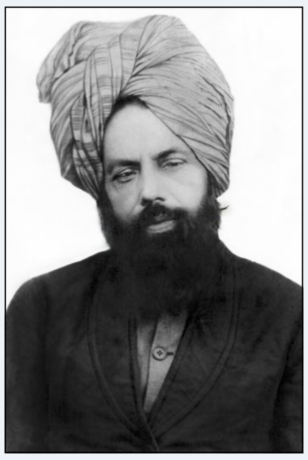

اعجاز کلام کے کمالات قرآن شریف پر ختم ہو گئے

خاتم النبیّن کا لفظ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بولا گیا ہے۔ بجائے خود چاہتا ہے اور بالطّبع اسی لفظ میں یہ رکھا گیا ہے۔ کہ وہ کتاب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے وہ بھی خاتم الکتب ہو اور سارے کمالات اس میں موجود ہوں اور حقیقت میں وہ کمالات اس میں موجود ہیں۔

کیونکہ کلام الٰہی کے نزول کا عام قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ جس قدر قوت قدسی اور کمال باطنی اس شخص کا ہوتا ہے۔جس پر کلام الٰہی نازل ہوتا ہے۔اسی قدر قوت اور شوکت اس کلام کی ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور کمال باطنی چونکہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا تھا جس سے بڑھ کر کسی انسان کا نہ کبھی ہوا اور نہ آئندہ ہو گا۔ اس لئے قرآن شریف بھی تمام پہلی کتابوں اور صحائِف سے اس اعلیٰ مقام اور مرتبہ پر واقع ہوا ہے جہاں تک کوئی دوسرا کلام نہیں پہنچا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی استعداد اور قوت قدسی سب سے بڑھی ہوئی تھی اور تمام مقاماتِ کمال آپؐ پر ختم ہو چکے تھے اور آپؐ انتہائی نقطہ پر پہنچے ہوئے تھے اس مقام پر قرآن شریف جو آپؐ پر نازل ہوا کمال کو پہنچا ہوا ہے اور جیسے نبوّت کے کمالات آپؐ پر ختم ہو گئے اسی طرح پر اعجاز کلام کے کمالات قرآن شریف پر ختم ہو گئے۔ آپ خاتم النّبیین ٹھہرے اور آپ کی کتاب خاتم الکُتب ٹھہری۔جس قدر مراتب اور وجُوہ اعجاز کلام کے ہو سکتے ہیں۔ ان سب کے اعتبار سے آپ کی کتاب انتہائی نُقطہ پر پہنچی ہوئی ہے۔

یعنی کیا باعتبار فصاحت و بلاغت، کیا باعتبار ترتیب مضامین، کیا باعتبار تعلیم، کیا باعتبار کمالاتِ تعلیم، کیا باعتبار ثمراتِ تعلیم، غرض جس پہلُو سے دیکھو اسی پہلُو سے قرآن شریف کا کمال نظر آتا ہے اور اس کا اعجاز ثابت ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے کسی خاص امر کی نظیر نہیں مانگی۔ بلکہ عام طور پر نظیر طلب کی ہے۔یعنی جس پہلُو سے چاہو مقابلہ کرو۔خواہ بلحاظ فصاحت و بلاغت، خواہ بلحاظ مطالب و مقاصد، خواہ بلحاظ تعلیم، خواہ بلحاظ پیشگوئیوں اور غیب کے جو قرآن شریف میں موجُود ہیں۔غرض کسی رنگ میں دیکھو، یہ معجزہ ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 36-37 مطبوعہ 1984ء)

ارشاد باری تعالیٰ

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ ۚ﴿۲﴾ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ ۚ﴿۳﴾ اِقۡرَاۡ وَ رَبُّکَ الۡاَکۡرَمُ ۙ﴿۴﴾ الَّذِیۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ۙ﴿۵﴾ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ ؕ﴿۶﴾ کَلَّاۤ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَیَطۡغٰۤی ۙ﴿۷﴾ اَنۡ رَّاٰہُ اسۡتَغۡنٰی ؕ﴿۸﴾ اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الرُّجۡعٰی ؕ﴿۹﴾

(العلق: 2-9)

ترجمہ: پڑھ اپنے ربّ کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا۔ اس نے انسان کو ایک چمٹ جانے والے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ، اور تیرا رب سب سے زیادہ معزّز ہے۔جس نے قلم کے ذریعہ سکھایا۔ انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔خبردار! انسان یقیناً سرکشی کرتا ہے۔ (اس لئے) کہ اس نے اپنے آپ کو بے نیاز سمجھا۔ یقیناً تیرے ربّ ہی کی طرف لَوٹ کر جانا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

ہمارے بچے عموماً ماشاء اللہ بڑی چھوٹی عمر میں قرآنِ کریم ختم کر لیتے ہیں۔جن کی ماؤں کو زیادہ فکر ہوتی ہے کہ ہماری اولاد جلد قرآنِ کریم ختم کرے وہ اُن پر بڑی محنت کرتی ہیں۔ یہاں بھی اور مختلف ملکوں میں جب مَیں جاتا ہوں تو وہاں بھی بچوں اور والدین کو شوق ہوتا ہے کہ میرے سامنے بچوں سے قرآنِ کریم پڑھوا کر اُن کی آمین کی تقریب کروائیں۔ لیکن مَیں نے دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ قرآنِ کریم ختم کروانے کے بعد پھر اُن کی دہرائی اور بچے کو مستقل قرآنِ کریم پڑھنے کی عادت ڈالنے کے لئے عموماً اتنا تردّد اور کوشش نہیں ہوتی جتنی ایک مرتبہ قرآنِ کریم ختم کروانے کے لئے کی جاتی ہے۔ کیونکہ مَیں جب پوچھتا ہوں کہ تلاوت باقاعدہ کرتے ہو یا نہیں (بعضوں کے پڑھنے کے انداز سے پتہ چل جاتا ہے) تو عموماً تلاوت میں باقاعدگی کا مثبت جواب نہیں ہوتا۔ حالانکہ ماؤں اور باپوں کو قرآنِ کریم ختم کروانے کے بعد بھی اس بات کی نگرانی کرنے چاہئے اور فکر کرنی چاہئے کہ بچے پھر باقاعدہ قرآنِ کریم کی تلاوت کرنے کی عادت ڈالیں۔ پس اپنی فکریں صرف ایک دفعہ قرآنِ کریم ختم کروانے تک ہی محدود نہ رکھیں بلکہ بعد میں بھی مستقل مزاجی سے اس کی نگرانی کی ضرورت ہے۔ یقیناً پہلی مرتبہ قرآنِ کریم پڑھانا اور ختم کروانا ایک بہت اہم کام ہے۔بعض مائیں چار پانچ سال کے بچوں کو قرآنِ کریم ختم کروا دیتی ہیں اور یقیناً یہ بڑا محنت طلب کام ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا کہ مستقل مزاجی سے اسے جاری رکھنا اور بھی زیادہ ضروری ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16 دسمبر 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- شان اسلام (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- اے چھاؤں چھاؤں شخص تیری عمر ہو دراز
- مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد مرحوم کا ذکر خیر
- اردو زبان کے رموز اوقاف

دربارِ خلافت

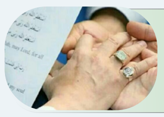

سب انسانوں سے بہتر جماعت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

بعض باتوں کی اس وقت مَیں یہاں نشاندہی کرتا ہوں۔مثلاً اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَتُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ (آل عمران: 111)یعنی تم سب سے بہتر جماعت ہو جسے لوگوں کے فائدہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔تم نیکی کی ہدایت کرتے ہو اور بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں یا عباد الرحمٰن کا مقام حاصل کرنے والوں کی جماعت کو یہاں سب انسانوں سے بہتر جماعت فرمایا ہے۔کیوں بہتر ہے؟اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق احسن کو اپنے قول وفعل میں قائم کیا ہوا ہے۔اس لئے بہتر ہیں کہ نیکی کی ہدایت کرتے ہیں۔نفسانی خواہشات کے پیچھے چلنے کی بجائے اس ہدایت کی تلقین کرتے ہیں جوخدا تعالیٰ نے اپنا قرب دلانے کے لئے دی ہے۔فرمایا کہ تم لوگ اس لئے بہتر ہوخیر اُمّت ہو کہ بدی سے روکتے ہو۔ ہر گناہ اور برائی سے آپ بھی رکتے ہو اور دوسروں کو بھی رکنے کی تلقین کرتے ہو تا کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچ سکو اور پھر یہ کہ تمہارا ایمان اللہ تعالیٰ پر مضبوط ہے اس لئے تم خیر اُمّت ہو۔تم اس یقین پر قائم ہو کہ خدا تعالیٰ میرے ہر قول وفعل کو دیکھ رہا ہے۔تم اس ایمان پر قائم ہو کہ دنیا کے عارضی رب میری ضروریات پوری نہیں کرتے بلکہ خدا تعالیٰ جو رب العالمین ہے میری ضروریات پوری کرنے والا ہے اور میری دعاؤں کو سننے والا ہے۔ اور پھر یہ قول ایسا ہے، یہ بات ایسی ہے جس کو دنیا کو بھی بتاؤ کہ تمہاری بقا خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق جوڑنے اور اس کے حکموں پر عمل کرنے اور چلنے سے ہے۔ دنیاوی آسائشوں اور عیاشیوں میں نہیں ہے۔ پھر خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان احسن باتوں اور نیکیوں اور برائیوں کی مزید تفصیل دی ہے۔مثلاً یہ کہ فرمایا کہ وَالَّذِیۡنَ لَا یَشۡہَدُوۡنَ الزُّوۡرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوۡا بِاللَّغۡوِ مَرُّوۡا کِرَامًا (الفرقان: 73)

اور وہ لوگ بھی اللہ کے بندے ہیں جو جھوٹی گواہیاں نہیں دیتے اور جب لغو باتوں کے پاس سے گزرتے ہیں وہ بزرگانہ طور پر بغیر ان میں شامل ہوئے گزر جاتے ہیں۔ یہاں دو باتوں سے روکا ہے۔ ایک جھوٹ سے، ایک لغو بات سے۔یعنی جھوٹی گواہی نہیں دینی۔ کیسا بھی موقع آئے، جھوٹی گواہی نہیں دینی۔ بلکہ دوسری جگہ فرمایا کہ تمہاری گواہی کا معیار ایسا ہو کہ خواہ اپنے خلاف یا اپنے والدین کے خلاف یا اپنے کسی پیارے اور رشتہ دار کے خلاف گواہی دینی پڑے تو دو۔ پس یہ معیار ہے سچائی کے قائم کرنے کا۔ یہ معیار قائم ہو گا تو اس احسن میں شمار ہو گا جس کو اللہ تعالیٰ نے احسن فرمایا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں انسان اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والا بنتا ہے۔نیکیوں میں مزید ترقی ہوتی ہے اور ان لوگوں میں شمار ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے حقیقی بندے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ سچائی کے بارہ میں مزید فرماتا ہے کہ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِیۡدًا (الفرقان: 71) کہ اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور وہ بات کہو جو پیچ دار نہ ہو بلکہ سچی، کھری اور سیدھی ہو۔

یہ وہ سچائی کا معیار قائم رکھنے کے لئے احسن ہے جس کو کرنے اور پھیلانے کا اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے۔لیکن اگر ہم اپنے جائزے لیں تو سچائی کے یہ معیار نظر نہیں آتے۔ ہر قدم پر نفسانی خواہشات کھڑی ہیں۔ اگر ہم جائزہ لیں، کتنے ہیں ہم میں سے جو بوقت ضرورت اپنے خلاف گواہی دینے کو تیار ہو جائیں، اپنے والدین کے خلاف گواہی دیں، اپنے پیاروں کے خلاف گواہی دیں اور پھر یہ معیار قائم کریں کہ اُن کی روزمرہ کی گفتگو، کاروباری معاملات وغیرہ جو ہیں ہر قسم کی پیچ دار باتوں سے آزاد ہوں۔ کہیں نہ کہیں یا تو ذاتی مفادات آڑے آ جاتے ہیں یا قریبیوں کے مفادات آڑے آ جاتے ہیں۔ یا اَنائیں آڑے آ جاتی ہیں اور غلطی ماننے کو وہ تیار نہیں ہوتے۔ ان باتوں کو پیچ دار بنانے کی کوشش کی جاتی ہے تا کہ اپنی جان بچائی جائے تا کہ اپنے مفادات حاصل کئے جائیں۔قولِ سدید کا معیار اللہ تعالیٰ کے احسن حکموں میں سے ایک ہے۔ یا یہ کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو یہی احسن ہے کہ سچائی بغیر کسی ایچ پیچ کے ہو۔ اگر اس حکم پر عمل ہو تو ہمارے گھروں کے جھگڑوں سے لے کر دوسرے معاشرتی جھگڑوں تک ہر ایک کا خاتمہ ہو جائے۔ نہ ہمیں عدالتوں میں جانے کی ضرورت ہو، نہ ہمیں قضا میں جانے کی ضرورت ہو۔صلح اور صفائی کی فضا ہر طرف قائم ہو جائے۔ اگلی نسلوں میں بھی سچائی کے معیار بلند ہو جائیں۔

(خطبہ جمعہ 18/ اکتوبر 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

شانِ اسلام

(کلام حضرت مسیح موعودؑ)

اسلام سے نہ بھاگو، راہِ ہُدیٰ یہی ہے
اے سونے والو! جاگو، شمس الضحیٰ یہی ہے

مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا
اَب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے

وہ دِلستاں نہاں ہے، کِس راہ سے اُس کو دیکھیں
اِن مشکلوں کا یارو! مشکل کُشا یہی ہے

باطن سِیہ ہیں جن کے اِس دیں سے ہیں وہ منکر
پر اَے اندھیرے والو! دِل کا دِیا یہی ہے

دنیا کی سب دُکانیں ہیں ہم نے دیکھی بھالیں
آخر ہوا یہ ثابت دَارُ الشفاء یہی ہے

سب خشک ہوگئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے
ہر طرف مَیں نے دیکھا بُستاں ہرا یہی ہے

دنیا میں اِس کا ثانی کوئی نہیں ہے شربت
پی لو تم اِس کو یارو! آبِ بقا یہی ہے

اِسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج
پر دیکھتے نہیں ہیں دُشمن۔ بلا یہی ہے

جب کُھل گئی سچائی پھر اُس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت، راہِ حیا یہی ہے

جو ہو مفید لینا، جو بد ہو اس سے بچنا
عقل و خرد یہی ہے، فہم و ذکا یہی ہے

ملتی ہے بادشاہی اِس دیں سے آسمانی
اے طالبانِ دولت! ظلِّ ہُما یہی ہے

سب دیں ہیں اِک فسانہ، شِرکوں کا آشیانہ
اُس کا جو ہے یگانہ چہرہ نما یہی ہے

(درثمین صفحہ 79-80)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 2؍ستمبر 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

یہاں یہ واضح ہو کہ فتح دمشق کو بعض لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بیان کرتے ہیں لیکن معرکہ دمشق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں شروع ہو چکا تھا البتہ اِس کی فتح کی خبر جب مدینہ بھیجی گئی تو اُس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو چکی تھی تو یہ آپؓ کے زمانہ کی آخری جنگ تھی

حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہونے والی جنگوں کے تذکرہ کے تسلسل میں ارشاد فرمایا! تیرہ ہجری میں ہونے والی فتح دمشق آپؓ کے زمانہ کی آخری جنگ تھی۔

حضرت ابوبکرؓ نے شام کی جانب مختلف لشکر روانہ فرمائے

حضرت ابو عُبیدہؓ کو ایک لشکر کا امیر بنا کر دمشق کے قریب شام کے ایک قدیم، مشہور اور بڑے شہر حِمص پہنچنے کا حکم دیا، حضرت ابوبکرؓ کے ارشاد پر حضرت خالدؓ بن ولید نے دمشق پہنچ کر دوسرے اسلامی لشکر کے ساتھ اِس کا محاصرہ کرلیا اور اِس پر بیس دن کا عرصہ گزر گیا لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ اِسی دوران مسلمانوں کو خبر ملی کہ ہرقل بادشاہ نے مقام اَجنادین پر رومیوں کا بھاری لشکر جمع کیا ہے، یہ خبر سنتے ہی حضرت خالدؓ باب شرقی سے روانہ ہو کر باب جابیہ پر حضرت ابو عُبیدہؓ کے پاس آئے اور صورتحال سے مطلع کرتے ہوئے اپنی رائے پیش کی کہ ہم محاصرۂ دمشق ترک کر کے اَجنادین میں رومی لشکر سے نمٹ لیں اور اگر اللہ نے ہمیں فتح دی تو پھر یہاں واپس لَوٹ آئیں گے، حضرت ابو عُبیدہؓ نے کہا! میری رائے اِس کے برعکس ہے۔

حضرت خالدؓ نے حضرت ابو عُبیدہؓ کی رائے سے اتفاق کیا

قلعہ کا محاصرہ جاری رکھا اور اِس طرح محاصرہ پر اکیس دن گزر گئے، حضرت خالدؓ نے مسلمانوں کو شدت حملہ بڑھانے کی ترغیب دیتے ہوئے خود باب شرقی سے پے در پے حملے شروع کئے، اِسی طرح مصروف جنگ تھے دیکھا کہ قلعہ کی دیوار پر جو رومی تھے وہ دفعتًا تالیاں بجا کر ناچنے کُودنے اور خوشی کا اظہار کرنے جبکہ مسلمان حیرت سے اِن کو دیکھنے لگے۔ حضرت خالدؓ نے ایک جانب دیکھا تو ایک بڑا غبار اُس طرف اُٹھتا نظر آیا جس کی وجہ سے آسمان تاریک اور دن کے وقت میں بھی اندھیرا چھایا ہوا دکھائی دیتا تھا، آپؓ فورًا سمجھ گئے کہ اہل دمشق کی مدد کے لئے ہرقل بادشاد کا لشکر آ رہا ہے۔

تم ایک جرّی اور بہادر شخص کا انتخاب کرو

حضرت خالدؓ نے فوری حضرت ابو عُبیدہؓ کو صورتحال سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ مَیں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ تمام لشکر لے کر ہرقل بادشاہ کے بھیجے ہوئے لشکر سے مقابلہ کے لئے جاؤں لہٰذا اِس امر میں آپؓ کا مشورہ کیا ہے؟ حضرت ابو عُبیدہؓ نے فرمایا! یہ مناسب نہیں ہے کیونکہ اگر ہم نے اِس جگہ کو چھوڑ دیا تو مصیبت میں پھنس جائیں گے۔ اِس پر حضرت خالدؓ کے مزید رائے طلب کرنے پر آپؓ نے فرمایا! تم ایک جرّی اور بہادر شخص کا انتخاب کرو اور اِس کے ساتھ ایک جماعت کو دشمن کے مقابلہ کے لئے روانہ کرو، چنانچہ آپؓ نے حضرت ضرارؓ بن اَزْوَرْ کو پانچ سَو سواروں کا لشکر دے کر رومی لشکر سے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔

مسلمانوں نے بہادری سے رومی فوج پر مسلسل وار کئے

رومی سپہ سالار کے بیٹے نے حضرت ضرارؓ پر حملہ کیا اور آپؓ کے بائیں بازو پر نیزہ مارا جس کی وجہ سے خون تیزی سے بہنے لگا مگر ایک لمحہ کے بعد ہی آپؓ نے اُسے دل پر نیزہ مار کر قتل کر دیا، نیزہ اُس کے سینہ میں پھنس اور اِس کا پھل ٹوٹ گیا، رومی فوج نے نیزہ خالی دیکھا تو آپؓ کی طرف ٹوٹ پڑے اور آپؓ کو قید کر لیا۔ جب یہ خبر حضرت خالدؓ بن ولید کو پہنچی تو بہت پریشان ہوئے اور ساتھیوں سے رومی لشکر کے متعلق خبر لے کر حضرت ابو عُبیدہؓ سے مشورہ کیا اور بابت حملہ رائے لی، اُنہوں نے فرمایا! دمشق کے محاصرہ کا معقول انتظام کر کے آپؓ حملہ کر سکتے ہیں۔

واللہ! یہ شخص نہایت دلیر اور بہادر معلوم ہوتا ہے

اِسی دوران فوج کے آگے آگے سرخ گھوڑے پر سوار زرّہ کے اوپر لباس پہنے ہوئے ایک نامعلوم شہ سوار کو دیکھا گیا جس کی وضع قطع سے بہادری، دانائی اور جنگی مہارت نمایاں تھی۔ حضرت خالدؓ نے تمنا کی، کاش! مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ شہ سوار کون ہے؟ لشکر اسلام جب کفار کے قریب پہنچا تو اُس نے اُن پر ایسی بہادری سے حملہ کیا کہ جس طرح باز چڑیوں پر جھپٹتا ہے نیز اُس کے ایک حملہ نے ہی لشکر دشمن میں تہلکہ ڈال دیا اور مقتولین کے ڈھیر لگا دیئے۔ حضرت خالدؓ کے اصرار اور دریافت کرنے پر اُس نے عرض کیا! ضرار کی بہن خولہؓ بنت اَزْوَرْ ہوں، بھائی کی گرفتاری کا پتا چلا تو مَیں نے وہی کیا جو آپؓ نے دیکھا۔

حضرت خالدؓ کے بھرپور حملہ کے نتیجہ میں رومیوں کے پیر اُکھڑ گئے

اور اُن کا لشکر تتر بتر ہو گیا، شجاعت کے جوہر دکھانے والے حضرت رافعؓ کو حضرت ابوبکرؓ نے ارشاد فرمایا! تم راستوں کو جانتے ہو، اپنی مرضی کے جوانوں کو لے کر حِمص پہنچنے سے پہلے حضرت ضرارؓ کو چھڑواؤ اور اپنے رب کے ہاں اجر پاؤ۔ وہ جانے ہی والے تھے کہ حضرت خولہؓ نے بھی منت سماجت کر کے ہمراہ جانے کی اجازت حاصل کر لی، بعد ازاں حملہ کے نتیجہ میں حضرت ضرارؓ کو اللہ نے رہائی دلائی۔

حضرت خالدؓ کا محاصرۂ دمشق ختم کر کے لشکر کو اَجنادین روانگی کا حکم

اہل دمشق ہرقل کے نہایت معتمد اور اعلیٰ درجہ کے تیر انداز بولص نامی ایک شخص کے پاس جمع ہو گئے، وہ اِس سے قبل کسی بھی جنگ میں صحابہ کے سامنے نہیں آیا تھا، اِس کو اپنا امیر بنایا اور ہر قسم کا لالچ دے کر جنگ پر آمادہ کیا، وہ نہایت تیزی سے چھ ہزار سوار اور دس ہزار پیدل لے کر مسلمانوں سے مقابلہ کے لئے نکل گیا۔ حضرت ابو عُبیدہؓ بولص کے ساتھ مصروف جنگ تھے کہ اتنے میں مختلف علاقوں سے آنے والے مسلمانوں کے لشکروں نے ایسا حملہ کیا کہ دمشق سے آ کر حملہ کرنے والے رومیوں کو اپنی ذلت و خواری کا یقین ہو گیا۔ حضرت ضرارؓ آگ کے شعلہ کی طرح بولص کی طرف بڑھے، اُس نے جب آپؓ کو دیکھا تو پہچان کر کانپ اُٹھا اور پیدل بھاگ کھڑا ہوا، آپؓ نے اُس کا تعاقب کیا نیز زندہ پکڑ کر قید کر لیا۔ اِس جنگ میں کفار کے چھ ہزار آدمیوں میں سے بمشکل سَو آدمی زندہ بچے۔ حضرت ضرارؓ، حضرت خولہؓ کی قید پر پریشان تھے جس پر حضرت خالدؓ نے آپؓ کو تسلی دی نیز دو ہزار سپاہیوں کو اپنے ساتھ لیا اور باقی تمام افواج کو حضرت ابو عُبیدہؓ کے حوالہ کر دیا تا کہ عورتوں کی حفاظت ہو جائے اور خود بھی قیدی خواتین کی تلاش میں نکل گئے۔

جب قید کی جانے والی جگہ پر پہنچے تو دیکھا کہ غبار اُڑ رہا ہے

آپؓ کو تعجب ہوا کہ یہاں لڑائی کیوں ہو رہی ہے؟ پتا کرنے پر معلوم ہوا کہ بولص عورتوں کو گرفتار کر کے نہر کے پاس اپنے بھائی بُطرس کے انتظار میں رُک گیا اور اب وہ عورتوں کو آپس میں بانٹنے لگے تھے۔ اِن عورتوں میں سے اکثر بہادر، تجربہ کار شہ سوار اور ہر قسم کی جنگ جانتی تھیں، یہ آپس میں جمع ہوئیں اور حضرت خولہؓ نے اُنہیں مخاطب کرتے ہوئے جوش غیرت دلایا اور حمیّت کو بڑھایا نیز خیموں کے ستونوں کی مدد سے زنجیر کی کڑیوں کی مانند دشمن پر حملہ کیا، رومی اِن عورتوں کی جرأت اور بہادری دیکھ کر حیران رہ گئے۔ دشمن نے دوبارہ تیاری کی مگر ابتدائی حملہ سے قبل ہی مسلمان حضرت خالدؓ کی سرکردگی میں وہاں پہنچ گئے۔ جب بُطرس نے مسلمانوں کو دیکھا تو پریشانی میں بھاگنے لگا تو حضرت خالدؓ اور حضرت ضرارؓ کو اپنی طرف آتے دیکھا، مزید برآں حضرت ضرارؓ کے نیزہ کے دوسرے وار کے نتیجہ میں ڈھیر ہو گیا۔ اِسی طرح بولص اپنے بھائی کا انجام سن کر ذاتی خواہش پر حضرت خالدؓ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

جنگ اَجنادین کے بعد دمشق کا دوبارہ محاصرہ

فتح اَجنادین کے بعد حضرت خالدؓ نے اسلامی لشکر کو دمشق کی جانب دوبارہ کُوچ کرنے کا حکم دیا۔ اہل دمشق کو اَجنادین میں رومی لشکر کی شکست کی اطلاع پہلے ہی مِل چکی تھی مگر اسلامی لشکر کے دمشق آنے کی خبر سن کر وہ بہت گھبرائے۔ دمشق کے اطراف میں بسنے والے بھاگ کر قلعہ میں پناہ گزین ہو گئے، کافی تعداد میں غلّہ اور اشیائے صَرف جمع کر لیں نیز اِس کے علاوہ ہتھیار سامان جنگ بھی اکٹھا کر لیا تا کہ محاصرہ کرنے والوں پر حملہ کیا جاسکے۔ اسلامی لشکر نے دمشق کے قریب پڑاؤ کیا پھر آگے بڑھ کر قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ دمشق کے رؤساء اور اہل دانش نے اپنے حاکم توما (داماد ہرقل اعظم) سے ہرقل کی مدد طلب کرنے یا مسلمانوں سے مصالحت کا مشورہ دیا لیکن اُس نے تکبر اور غرور کا مظاہرہ کرتے ہوئے شدت سے مسلمانوں پر حملہ کا حکم دیا۔

صبر و استقلال کی پیکر حضرت اُمّ اَبان رضی اللہ عنہا

اِن حملوں کے دوران کئی مسلمان زخمی اور شہید ہوئے، اُنہی میں سے حضرت اَبانؓ بن سعید بھی تھے جن کی نئی نویلی دلہن حضرت اُمّ اَبانؓ نے نہایت عظم و استقلال سے شدید لڑائی کے دوران اپنے شوہر کے مقام شہادت (باب توما) پر توما کے محافظ کا نشانہ لیا جس کے ہاتھ میں صلیب اعظم تھی وہ گر گئی اور مسلمانوں کے ہاتھ لگ گئی، سخت لڑائی لڑتی رہیں اور اپنے تیروں کے ذریعہ کئی رومیوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا، اِسی طرح آپؓ نے بعد ازاں موقع ملنے پر بذریعہ تیر توما کی آنکھ کا نشانہ بھی لیا اور ہمیشہ کے لئے اُسے ایک آنکھ سے اندھا کر دیا۔

مسلمانوں نے دمشق کا سخت محاصرہ کئے رکھا

اہل دمشق کو جب یقین ہو گیا کہ اُن کو امداد نہیں پہنچ سکتی تو اُن میں کمزوری اور بزدلی پیدا ہو گئی نیز مزید جدو جہد ترک کر دی، مسلمانوں کے دلوں میں اِن کو زیر کرنے کا جذبہ بڑھ گیا اور محاصرہ طویل ہوتا چلا گیا۔ حضرت خالدؓ نے دمشق میں داخل ہونے کی تدبیر یہ نکالی کہ چند رسیوں کو اکٹھا کر کے فصیل میں اُترنے اور اُن میں پھندا لگا کر سیڑھیوں کا کام لیا جائے، اِسی تدبیر کو اختیار کرتے ہوئے بعد ازاں اسلامی افواج دمشق میں داخل ہو گئیں۔ چاروں اسلامی اُمراء شہر کے وسط میں ایک دوسرے سے ملے۔ حضرت خالدؓ نے اگرچہ دمشق کا کچھ حصہ لڑ کر فتح کیا تھا لیکن چونکہ حضرت ابو عُبیدہؓ نے صلح منظور کر لی تھی، اِس لئے مفتوحہ علاقہ میں بھی صلح کی شرائط تسلیم کی گئیں۔

خطبہ ثانیہ سے قبل: حضور انور ایدہ اللہ نے مکرم عمر ابو اَرکوب صاحب سابق صدر جماعت جنوبی فلسطین، مٹھی کے سب سے پہلے احمدی مکرم شیخ ناصر احمد صاحب آف تھرپارکر سندھ پاکستان، مکرم ملک سلطان احمد صاحب سابق معلم وقف جدید اور مکرم محبوب احمد راجیکی صاحب آف سعد اللہ پور ضلع منڈی بہاؤالدین پاکستان کا تفصیلی تذکرۂ خیر نیز بعد از نماز جمعۃ المبارک جنازہ غائب پڑھانے کا بھی ارشاد فرمایا۔

(قمر احمد ظفر۔ نمائندہ الفضل آن لائن جرمنی)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 12/ اگست 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

اللہ تعالیٰ نے تمام تحفظات اور خوفوں کو امن میں بدل دیا

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کے ایمان و ایقان میں ترقی دے اور جلسہ کے اثرات دائمی ہوں اور وقتی نہ ہوں

مَیں تمام کارکنان کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے جلسہ کی تیاری سے لے کر وائنڈ اَپ تک بے لوث ہو کر کام کیا

ایک وحدت تھی جس کا نظارہ ہم نے ایم ٹی اے کے کیمرے کی آنکھ کے ذریعہ کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے
ایم ٹی اے کے کارکنان اس بات پر شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے جماعت احمدیہ کی اکائی کو ایم ٹی اے کے ذریعہ تمام دنیا کو دکھا کر مخالفین کے منہ بند کیے

تین مرحومین محترمہ نصرت قدرت سلطانہ صاحبہ اہلیہ مکرم قدرت اللہ عدنان صاحب آف کینیڈا، چودھری لطیف احمد جھمٹ صاحب (واقفِ زندگی) اور مکرم مشتاق احمد عالم صاحب کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۵ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے ہمیں گذشتہ ہفتہ

برطانیہ کا جلسہ سالانہ

منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضل ہم نے ان تین دنوں میں دیکھے۔ اس سال بھی پہلے یہی خیال تھا کہ کووِڈ (covid) کی جو وبا پھیلی ہوئی ہے اس کی وجہ سے گذشتہ سال کی طرح چھوٹے پیمانے پر جلسہ کیا جائے لیکن پھر آخری مہینے میں یہ فیصلہ ہوا کہ برطانیہ کے تمام احمدیوں کو جلسہ میں شمولیت کی اجازت دی جائے۔ اس فیصلہ پر شروع میں تو انتظامیہ کچھ پریشان تھی لیکن بہرحال پھر انہوں نے تیاری شروع کی اور جیسا کہ میں نے کہا کہ

ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو برستے دیکھا۔

جلسہ کا بڑا انتظار ہوتا ہے، سارا سال انتظار رہتا ہے۔ بڑی تیاریاں بھی انتظامیہ کو کرنی پڑتی ہیں لیکن پھر جب جلسہ شروع ہوتا ہے تو پتا ہی نہیں چلتا کہ یہ تین دن کس طرح پلک جھپکنے میں گزر گئے۔ اس سال لوگوں کو بھی مختلف حوالوں سے بعض تحفظات تھے۔ مجھے بھی بعض نے خط لکھے اور فکر کا اظہار کیا۔ لوگ خود بھی بہت دعائیں کر رہے تھے۔

مَیں بھی دعائیں کر رہا تھا۔ جماعت کے افراد بھی دعائیں کر رہے تھے۔

بہرحال

اللہ تعالیٰ نے تمام تحفظات اور خوفوں کو امن میں بدل دیا۔

کووڈ کی جو وبا پھیلی ہوئی ہے اس کی بھی ایک وجہ تھی۔ بہرحال اس کا کچھ اثر تو شاید بعض شاملین پر ہو لیکن عمومی طور پر اللہ تعالیٰ کا بہت فضل ہے۔

بہرحال اب جلسہ کے حوالے سے میں بعض باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ جلسہ کے اگلے خطبہ میں عموماً کارکنان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور شامل ہونے والے مہمانوں کے تاثرات کا بھی ذکر کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے جلسے کے حوالے سے فضلوں کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ پہلے تو

مَیں تمام کارکنان کا شکریہ ادا کرتا ہوں

جنہوں نے جلسہ کی تیاری سے لے کر وائنڈ اپ تک بے لوث ہو کر کام کیا

اور اب تک وائنڈ اپ کا کام کر رہے ہیں جو کسی نہ کسی صورت میں جاری ہے۔ پھر

جلسہ کے دوران مختلف شعبہ جات میں کارکنان اور کارکنات نے عموماً اپنی صلاحیتوں کے مطابق اچھا کام کیا جس کے لیے تمام شاملین کو شکر گزار ہونا چاہیے۔

یہی اسلامی اخلاق ہے کہ جس سے تمہیں کسی رنگ میں بھی فائدہ ہو، تمہارے کوئی کام آئے تو اس کا شکریہ ادا کرو اور بندوں کی شکر گزاری ہی اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کی طرف لے کر جاتی ہے۔ بچوں، بڑوں، عورتوں، لڑکیوں نے خدمت کا حق ادا کرنے کی کوشش کی۔ بعض خامیاں اور کمزوریاں بھی سامنے آئی ہیں لیکن اتنے بڑے انتظام میں یہ کمزوریاں ہو جاتی ہیں لیکن انتظامیہ کا یہ کام ہے کہ ان کمزوریوں اور خامیوں کو دور کرے۔ مثلاً لجنہ کے کھانا کھلانے کے شعبہ کی بعض شکایات ہیں یا بعض اَور باتیں ہیں۔ اس بارے میں لوگوں کے جو خطوط آئے ہیں وہ میں ساتھ ساتھ انتظامیہ کو بھجوا رہا ہوں۔ اس کے مطابق جائزہ لے کر انہیں

اپنی لال کتاب میں یہ کمیاں درج کر کے اگلے سال بہتر انتظام کرنے کی ہر شعبہ میں کوشش کرنی چاہیے۔

لیکن بہرحال عمومی طور پر کارکنان نے بہت کام کیا ہے، اچھا کام کیا ہے۔ بچوں نے بھی اپنی ڈیوٹیوں کا حق ادا کیا ہے۔ بہرحال

ان سب کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ایم ٹی اے نے بھی بہت اچھی کوریج دی ہے۔

اس دفعہ انہوں نے سٹوڈیو بھی تمام کا تمام خود تیار کیا ہے اور اس سے کئی ہزار پاؤنڈ کی بچت بھی ہوئی۔ اس سال یہ بھی تھا کہ بہت سے ترقی یافتہ اور غیر ترقی یافتہ ملکوں کو جلسہ کی کارروائی کے دوران ملا دیا جس سے یہاں بیٹھے ہوئے لوگ بھی دوسرے ملکوں میں بسنے والے اپنے بھائیوں کو دیکھ رہے تھے۔

ایک وحدت تھی جس کا نظارہ ہم نے ایم ٹی اے کے کیمرے کی آنکھ کے ذریعہ کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ ایم ٹی اے کے کارکنان اس بات پر شکریہ کے مستحق

ہیں کہ انہوں نے جماعت احمدیہ کی اکائی کو ایم ٹی اے کے ذریعہ تمام دنیا کو دکھا کر مخالفین کے منہ بند کیے۔

بہرحال اب میں

بعض غیروں اور اپنوں کے تاثرات

پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ذکر کرتا ہوں۔ جلسہ کے ذریعہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اسلام کا پیغام پہنچایا اس کا ذکر کرتا ہوں۔

نائیجر کے ایک صاحب ابوبکر سِیْنی صاحب، غیر از جماعت ہیں اور ایک غیر احمدی عالم ہیں۔ نیامے شہر میں ایک مسجد کے امام بھی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے سب سے زیادہ جس بات نے متاثر کیا وہ لوگوں کا خلیفہ ٔوقت سے پیار اور محبت کا تعلق ہے اور کس طرح لوگ خلیفہ ٔوقت کے ایک اشارے پر کامل اطاعت کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ تقریروں کے دوران مکمل خاموشی اور سکوت طاری تھا۔ پھر کہتے ہیں کہ

یوں گمان ہوتا ہے کہ یہ محبت خود خدا تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں ڈالی ہے کیونکہ اس میں بناوٹ کا کوئی شائبہ نہیں تھا۔

پھر برکینا فاسو کے ایک اَور غیر از جماعت دوست اسحاق صاحب کہتے ہیں کہ آپ کا جلسہ سالانہ بہت شاندار تھا۔ اس کی مثال نہیں ملتی۔ اتنے لوگوں کا ایک جگہ جمع ہونا کسی معجزے سے کم نہیں اور ایک امام کی پیروی۔ یہ جلسہ اپنی مثال آپ ہے۔ کہنے لگے کوئی مانے یا نہ مانے

آج حقیقی اسلام احمدیت ہی ہے اور وہ دن دُور نہیں جب لوگ اس حقیقت کو پہچان لیں گے اور اس میں داخل ہو جائیں گے۔

یہ غیروں کے تبصرے ہیں جو مسلمان بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ اس طرف ان کے رخ پھیر رہا ہے۔

پھر فرنچ گیانا میں ایک سیرین غیر از جماعت ہیں۔ پہلی دفعہ انہوں نے جلسہ دیکھا ہے۔ عربی بولنے والوں کے لیے مسجد میں ایم ٹی اے العربیہ کے ذریعہ کارروائی دیکھنے کا انتظام بھی تھا۔ یہ کہتے ہیں کہ میں پہلی بار جماعت کا پیغام سن رہا ہوں اور پہلی بار میں نے آپ کے خلیفہ کی تقریر سنی ہے۔ میں بہت متاثر ہوا ہوں کہ مسلمانوں میں ایک ایسی تنظیم ہے جو اس طرح اسلام کا حقیقی پیغام دنیا میں پہنچا رہی ہے اور ایک خلیفہ کی بیعت میں ساری دنیا میں کام کر رہی ہے۔ میں ان شاء اللہ اب ضرور آپ کی جماعت کے بارے میں مطالعہ کروں گا اور مزید تحقیق کروں گا۔

پھر فرنچ گیانا کے ہی ایک غیر از جماعت مسلمان ہیں۔ کارروائی سننے کے لیے آئے۔ کہتے ہیں کہ جلسہ سالانہ یوکے کی کارروائی میں نے پہلی بار سنی ہے اور میں بہت متاثر ہوا ہوں۔ آپ کی جماعت عالمگیر ہے۔ کہتے ہیں کہ میرا اصل تعلق گنی کناکری سے ہے۔ جلسہ کی کارروائی کے دوران دیکھ رہا تھا کہ بہت سے ممالک لائیو سٹریم کے ذریعہ اس جلسہ میں شامل ہیں لیکن گنی کناکری نظر نہیں آیا۔ ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اسی وقت سکرین پر گنی کناکری کی جماعت کی ویڈیو آ گئی اور مجھے بہت خوشی ہوئی کہ وہاں بھی آپ کی جماعت قائم ہے۔ اور پھر کہتے ہیں کہ

آپ کے خلیفہ نے جو عورتوں کے حقوق بیان کیے ہیں اس پر مجھے اپنے کے مسلمان ہونے پر فخر ہے۔

لائبیریا سے ایک غیر مسلم مہمان بوب ایم ڈُولو (Bob M. Dolo) صاحب ہیں۔ یہ ایک بجلی کے محکمے میں مینیجر کے طور پر کام کرتے ہیں۔ پڑھے لکھے آدمی ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں احمدیہ خلیفہ کے خطاب کو سن کر بہت متاثر ہوا ہوں۔ اس سے قبل میں یہی سمجھتا تھا کہ اسلام میں عورتوں کے کوئی حقوق نہیں ہیں لیکن آج یہ خطاب سن کر مجھے اس بات کا علم ہوا کہ اسلام میں عورتوں کے حقوق بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں جو کسی اَور مذہب میں ہمیں نہیں ملتے۔ اس سے پہلے میں نے یہ سن رکھا تھا کہ احمدیہ جماعت بڑی منظم جماعت ہے۔ آج اپنی آنکھوں سے بھی دیکھ لیا ہے کہ کس طرح احمدیہ جماعت ایک لیڈر کے ہاتھ پر متحد ہے اور دنیا میں امن کی کوششوں میں مصروف ہے۔

زیمبیا کے ایک صاحب کاٹے بولے (Katebule) صاحب ہیں۔ پیشہ کے لحاظ سے یہ پاسٹر (Pastor) ہیں۔ یہ کہتے ہیں جلسہ سالانہ کے آخری روز آپ کے خلیفہ کا اختتامی خطاب سنا، بہت متاثر ہوا۔ کہنے لگے کہ آپ کے خلیفہ کا خطاب بہت حیرت انگیز تھا۔

اسلام جس خوبصورتی سے عورت کے حقوق بیان کرتا ہے مجھے قطعاً اس بات کا اندازہ نہیں تھا۔

میں یہی سمجھتا تھا کہ اسلام نے عورت کے حقوق ضبط کیے ہیں اور عورت کو کسی قسم کی آزادی نہیں دی۔ میرے نزدیک اسلام نے عورت کو گھر کے اندر بند کر کے رکھ دیا تھا مگر آج یہ خطاب سن کر میرا نظریہ بدل گیا ہے۔

میں اس بات کو کہتے ہوئے قطعاً نہیں شرماؤں گا کہ اسلام نے عورت کو جو حقوق دیے ہیں وہ عیسائیت نے نہیں دیے۔

یہ عیسائی پادری ہیں اور کہتے ہیں کہ جو حقوق اسلام نے دیے ہیں وہ عیسائیت نے نہیں دیے۔ ہم اپنی عورتوں پر بلاوجہ زیادتی کرتے ہیں اور عورتوں کو اپنی غلام سمجھتے ہیں۔ آپ کے خلیفہ نے بالکل صحیح کہا کہ مرد کسی نہ کسی طرح طاقت کے زور پر اپنے حقوق ادا کروا ہی لیتا ہے۔ آج مجھے محسوس ہوا کہ اسلام متشدد تعلیم کا روادار نہیں بلکہ اسلام کی تعلیم بہت خوبصورت ہے۔

پھر آئیوری کوسٹ کے ایک زیرِ تبلیغ دوست ہیں۔ کہنے لگے کہ جماعت کا تعارف مختلف ذرائع سے ہوتا رہا ہے لیکن جلسہ سالانہ یوکے نے ایک منفرد انداز سے اپنا تعارف پیش کیا۔ انہوں نے پہلی بار کوئی جلسہ ٹی وی کے ذریعہ براہ راست دیکھا ہے۔ جلسہ کے انتظامات دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔ کہتے ہیں کہ اتنی بڑی تعداد کا ایک منظم اور ایک باسلیقہ طریقے پر ایک پروگرام میں شرکت کرنا بتاتا ہے کہ خلافت کی تربیت کا ان پر ایک گہرا اثر ہے۔ کہنے لگے کہ انہیں معلوم تو نہیں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر لوگ کیسے بیعت کرتے ہیں لیکن آج خلیفہ کے ہاتھ پر لوگوں کو بیعت کرتا دیکھ کر جو گہرا اثر دل پر ہوا ہے اور جو کیفیت ہے وہ ناقابل بیان ہے۔ انہوں نے کہا کہ اب باقاعدہ آپ کے خلیفہ کا خطبہ سنا کروں گا۔

کونگو کنشاسا، یہاں امیگریشن ڈیپارٹمنٹ کے نمائندہ آئے۔ جلسہ میں شامل ہوئے اور وہاں انہوں نے لوگوں میں میرا خطاب سنا۔ کہنے لگے اس خطاب نے یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ وہ اب تک احمدی کیوں نہیں ہیں اور اس بات کا وعدہ کر کے گئے ہیں کہ آئندہ مشن ہاؤس آتے رہیں گے اور جماعت کے بارے میں مزید تحقیق کریں گے۔

ایم ٹی اے کے ذریعہ سے لوگوں کی تربیت بھی ہوتی ہے۔

مراؤ (Maroua) جماعت کے مشن ہاؤس میں بھی جلسہ یوکے دیکھنے کا انتظام تھا۔ کیمرون میں ایک جماعت مراؤ کی ہے۔ یہاں جو لوگ جلسہ دیکھ رہے تھے ان میں قریبی گاؤں سے ایک خاتون جن کا نام اُمل (Ummul) تھا شامل تھیں۔ تینوں دن پروگرام سے استفادہ کیا۔ جلسہ سالانہ ختم ہونے پر انہوں نے وہاں پر موجود سب لوگوں کو کہا کہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارے پاس ایم ٹی اے ہے۔ ایم ٹی اے ایک ٹی وی چینل نہیں بلکہ ایک سکول اور یونیورسٹی ہے جہاں انسان روزانہ علم سیکھتا ہے۔ ہم نے بھی ان تین دنوں میں بہت علم پایا ہے۔ ہمارے پاس کیبل پر ایم ٹی اے میسر ہے۔ (وہاں کیبل پر بھی ایم ٹی اے میسر ہے۔) اس لیے ہر ایک کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ انہوں نے وہاں نصیحت کی کہ باقاعدگی سے گھروں میں ایم ٹی اے دیکھنا چاہیے اور بچوں کو بھی دکھانا چاہیے، کہ سب کا اسلامی علم بڑھے۔ خاص طور پر خلیفہ ٔوقت کے خطابات اور خطبات ضرور سنیں تا کہ ہمارا ایمان بڑھے۔

کونگو کنشاسا سے ہی ایک اور تاثر ہے۔ الیبو (Ilebo) جماعت میں جلسہ کی کارروائی دیکھنے کے لیے حنبلی مسلمانوں کے امام کو مدعو کیا گیا۔ جلسہ کے اختتام پر وہ کہنے لگے کہ

جس طرح جماعت احمدیہ نے اسلام کی اس حقیقی تعلیم کو پیش کیا ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دی تھی، میرے نزدیک یہ جماعت کا ہی طرۂ امتیاز ہے۔

میں اب یہ چاہتا ہوں کہ کچھ بھی کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کرلوں۔ اللہ مجھے اس کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ کرے۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے۔

ایک البانین زیرِ تبلیغ مسلمان لڑکی ولما (Vilma) ہیں۔ کہنے لگیں کہ جلسہ سالانہ یوکے ایک عظیم الشان جلسہ تھا جس میں شاملین کی تعداد غیر معمولی تھی۔ میں ابھی تک جماعت میں شامل تو نہیں ہوئی لیکن اس جلسہ سے مجھے تحریک ہوئی ہے کہ میں اس جماعت کی اہمیت اور سچائی کے متعلق سنجیدگی سے غور کروں اور خلیفۂ وقت کا خطاب سن کر مجھے محسوس ہوا کہ میں ان کی باتوں سے متفق ہوں۔ جس طرح انہوں نے مضامین بیان کیے ہیں ان سے میرے ایمان میں بہت اضافہ ہوا۔ میری خواہش ہے کہ اس طرح کے جلسوں میں آئندہ بھی مَیں ذاتی طور پر شامل ہوسکوں۔

فرنچ گیانا میں ایک افغان خاتون ہیں۔ اپنے بچوں کے ساتھ اختتامی خطاب سننے آئی تھیں۔ کہتی ہیں کہ آپ کی جماعت کے بارے میں ہمیں پہلے سے تھوڑا بہت معلوم تھا لیکن جلسہ یوکے میں آپ کے خلیفہ کی تقریر سن کر ایک عجیب سی کیفیت ہوگئی تھی۔ اسلام میں عورتوں کے حقوق کے بارے میں سن کر کہ ہمارا مذہب عورتوں کے حقوق کا کتنا خیال رکھتا ہے بہت سکون مل رہا تھا۔ کہتی ہیں شاید اس لیے بھی زیادہ محسوس ہو رہا تھا کیونکہ

افغانستان میں طالبان جو اسلام قائم کرنا چاہتے ہیں اس میں تو عورت کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے جبکہ حقیقت میں اسلام تو عورتوں کے حقوق کا کامل ضامن ہے۔

لائبیریا میں ایک غیر مسلم مہمان اموس وونسے (Amos Wonseah) صاحب تھے۔ پولیس میں سی آئی ڈی کمانڈر ہیں۔ پڑھے لکھے آدمی ہیں۔ دعوت پر جلسہ میں شامل ہوئے۔ کہنے لگے جب دوسرے روز کا انہوں نے میرا خطاب سنا تو کافی متاثر ہوئے۔ دوسرے روز کی ان کو دعوت تھی۔ تیسرے دن وہ خود ہی دوبارہ آگئے اور خطاب کے بعد اس بات کا اظہار کیا کہ اسلام کے بارے میں میرے خیالات بہت منفی تھے اور اس کی کچھ وجہ بعض مسلمانوں کا رویہ بھی تھا لیکن

جلسہ کے پروگرام دیکھ کر میں نے محسوس کیا کہ اسلام ایک پُرامن مذہب ہے اور احمدیہ جماعت ہر لحاظ سے خدمتِ انسانیت میں مصروف ہے۔ اس لیے آج سے اسلام کے بارے میں میرے خیالات بدل گئے ہیں اور جو تحفظات تھے دور ہو گئے ہیں۔

نیز یہ بھی کہا کہ اگر اس علاقے میں احمدیہ جماعت پہلے پہنچی ہوتی تو اب تک بہت سے لوگ جماعت کے ذریعہ اسلام میں داخل ہو چکے ہوتے۔

فرنچ گیانا، وہاں بھی جماعتی طور پر جلسہ سننے کا انتظام تھا۔ چھوٹی سی جماعت ہے اور تھوڑے سے لوگ وہاں آئے تھے۔ وہاں ملک ہیٹی سے تعلق رکھنے والے دو عیسائی جو زیرِ تبلیغ ہیں وہ اختتامی خطاب سننے کے لیے آئے۔ دونوں دوست تھے۔ کہنے لگے کہ ہم حیران ہیں کہ آپ کے خلیفہ نے جو موضوع اپنی تقریر کا چنا یعنی عورتوں کے حقوق یہ وہی موضوع ہے جس پر ہم دونوں پچھلے دو دنوں سے بات کر رہے تھے کہ عورتوں کے حقوق کے بارے میں اسلام کی تعلیم کیا ہے؟ ہمیں معلوم نہیں تھا کہ اسلام عورتوں کے حقوق کے بارے میں اتنی کامل اور جامع تعلیم دیتا ہے۔

اگر آج ہم نے آپ کے خلیفہ کی تقریر نہ سنی ہوتی تو ہمیں شاید اس خوبصورت اور کامل تعلیم کا پتا ہی نہ چلتا۔

آج کے زمانے میں عورت کے حقوق پر بات تو بہت ہوتی ہے لیکن مرد اور عورت دونوں کی جو ذمہ داریاں ہیں انہیں حقیقی رنگ میں اسلام ہی پیش کرتا ہے۔ آج کل یہ لوگ Life of Muhammad بھی پڑھ رہے ہیں اور پھر انہوں نے مزید لٹریچر بھی مانگا ہے۔

ماریشس کی رپورٹ ہے۔ وہاں نشریات جو ہو رہی تھیں تو لوگ دیکھنے کے لیے جمع ہوئے۔ ممبر آف پارلیمنٹ تانیہ دیولے (Tania Diolle) صاحبہ ہیں۔ وہ آئی تھیں۔ یہ پارلیمنٹری پرائیویٹ سیکرٹری بھی ہیں۔ کہتی ہیں کہ شاندار نظارہ ہے۔ جماعت احمدیہ کی تقریبات اور جماعت احمدیہ کے کلچر کا مشاہدہ کرنے کا بہت اچھا تجربہ ہے۔ بہت متاثر کن بات ہے کہ آپ لوگ لندن جیسے شہر میں اتنی بڑی مذہبی تقریب کا انعقاد کر رہے ہیں۔ کہتی ہیں یہ بات بھی درست ہے کہ آج کل کی معاشی اور معاشرتی صورتحال کے پیشِ نظر مذہب بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہو گیا ہے۔ اتنی بڑی تعداد میں لوگوں کا اپنا محاسبہ کرنے کے لیے اور ایک روحانی مقصد کے لیے جمع ہونا بڑی بات ہے۔ خاص کر جبکہ ہم سارے ایک مشکل دور میں سے گزر رہے ہیں جس میں دنیا بہت سے بحرانوں کا شکار ہے۔

میرے نزدیک اس قسم کی چیزیں معاشرے کو صحیح راستے پر گامزن اور اعلیٰ اقدار کو برقرار رکھنے میں بہت مدد ہیں۔

میرے لیے یہ تجربہ بہت خوشگوار ہے۔ میں نے بہت سی باتیں یہاں سیکھی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ لمحات میرے لیے قابلِ فکر بھی ہیں۔

نومبائعین نے بھی اپنے تاثرات بھیجے ہیں۔

برکینا فاسو کی ایک نومبائعہ خاتون حوا صاحبہ ہیں۔ کہتی ہیں کہ خلیفۂ وقت کے کھلے اور صاف الفاظ ہمیں بتا رہے ہیں کہ

ہم نے احمدیت کو حقیقی اسلام سمجھ کر صرف اس لیے بیعت نہیں کی کہ ہم دوسروں کو بھی احمدی بنائیں بلکہ اس لیے بھی کہ ہم نے کس طرح معاشرے میں خود بھی ایک مثالی احمدی بن کے رہنا ہے اور اپنے قول وفعل کو ایک کر کے اپنے ایمان کو بھی مضبوط کرنا ہے اور یقین میں بڑھنا ہے۔

اب لوگ کہتے ہیں کہ جی افریقہ کے لوگ اَن پڑھ ہیں۔ اب یہ خاتون ہیں، انہوں نے کہا صرف ہم نے ایسی تبدیلی پیدا کرنی ہے کہ ہمارے قول اور فعل برابر ہو جائیں۔ اور یہ ہر پڑھے لکھے احمدی کے لیے اور اپنے آپ کو پڑھا لکھا سمجھنے والے احمدی کے لیے، یورپ میں رہنے والوں کے لیے، ترقی یافتہ ملکوں میں رہنے والوں کے لیے یہ جو بات ہے سوچنے والی ہے اور ان کو غور کرنا چاہیے کہ اپنے قول وفعل کو ہر جگہ ایک بنائیں۔

انڈونیشیا میں ایک نومبائعہ خاتون ہیں۔ کہتی ہیں کہ جلسہ سالانہ یوکے ایک غیر معمولی چیز ہے۔ کہتی ہیں میں ایک نومبائعہ ہوں۔ یہ میرے لیے اس الٰہی جماعت میں اپنی روحانیت کو بڑھانے کا لمحہ ہے۔ میں نے دیکھا کہ لوگ جوق در جوق اس مبارک جلسہ میں شرکت کے لیے آتے ہیں۔ اگرچہ میں نے یہ جلسہ صرف ٹی وی پر دیکھا ہے لیکن میرا دل و دماغ جلسہ یوکے میں موجود تھا۔

اس جلسہ سے میرا اس الٰہی جماعت پر ایمان بڑھا ہے

اور میں مستقبل میں مزید بہتر ہو جاؤں گی۔

کونگو برازاویل کی ایک رپورٹ ہے کہ مستورات کی طرف جو میرا خطاب ہوا اسے سن کر لوکل

لجنہ نے عہد کیا کہ ہم بھی اسلام احمدیت کو پھیلانے کے لیے اپنے آپ کو

اور اپنے بچوں کو ہر قسم کی قربانی کے لیے تیار کریں گی۔

پھر ایک نومبائعہ کہتی ہیں کہ روحانی ماحول میں تین دن گزرے ہیں۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ ہر دن اس طرح گزرے اور ہم روحانی ماحول سے لطف اندوز ہوتے رہیں۔

انڈونیشیا سے ایک نومبائع ایری ہیماوان (Erry Himawan) صاحب کہتے ہیں میں ایک نومبائع ہوں۔ جلسہ سالانہ یوکے کو لائیو سٹریم کے ذریعہ دیکھنے کے بعد میری طرف سے صرف ایک لفظ ہے: حیرت انگیز۔ میں حیران ہوں دنیا بھر میں صرف ایک اسلامی تنظیم ایسی ہے جس کے ارکان پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ایک ٹی وی سٹیشن ہے جو چوبیس گھنٹے چلتا ہے۔ میں اپنے آپ سے پوچھتا تھا کیا کوئی اسلامی تنظیم ہے جیسے یہوواز وٹنس (Jehovah's Witnesses) اور مورمنز (Mormons) اور ایڈونٹسٹ ایس ڈی اے (Adventist-SDA) والے۔ یہ سبھی عیسائی تنظیمیں ہیں جن کے لاکھوں پیروکار ہیں اور سینکڑوں ممالک میں کام کر رہے ہیں لیکن مجھے اس کا جواب مل گیا کہ

ایک اسلامی تنظیم احمدیہ جماعت ہے جو ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور میں اس تنظیم کا ممبر ہونے پر خوش ہوں۔

یہی اسلامی تنظیم میرے کردار اور شخصیت کے مطابق ہے۔ اب میں احمدی ہو کر ایک کارآمد شخص بن سکتا ہوں اور جسمانی اور روحانی ترقی حاصل کر سکتا ہوں۔

قزاخستان سے بُگُوبَایَوس داؤرِین صاحب کہتے ہیں۔ جلسہ نے میرے دل پر ایک خاص اثر کیا ہے۔ میں نے جلسہ سالانہ کی کارروائی اپنی اہلیہ کے ساتھ ایک روحانی ماحول میں دیکھی۔ خلیفۂ وقت کے خطاب نے دل پر ایک خاص اثر کیا جو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح دیگر مقررین کی تقاریر بھی بہت اچھی تھیں۔ تمام دنیا کے احمدیوں کو بذریعہ ایم ٹی اے جلسہ کی کارروائی دیکھنے کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ تمام کارکنان اور انتظامیہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اپنے لیے بھی دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ یہ روحانی احساس اور کیفیت اگلے سال کے جلسہ تک قائم رکھے اور ہمیشہ قائم رکھے۔

زیمبیا کے ایک نومبائع نے جب میرا خطاب سنا تو جذبات پہ قابو نہیں پا سکے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ ساتھ بیٹھے ہوئے دوست نے پوچھنا چاہا تو جواب نہ دے سکے اور ہال سے چند منٹ کے لیے باہر چلے گئے۔ آنسو پونچھ کر دوبارہ واپس آئے اور پوچھنے پر بتایا کہ

زندگی میں پہلی مرتبہ خلیفۂ وقت کو دیکھا ہے اور آواز سنی ہے اس لیے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

کہتے ہیں میری عمر اسّی سال ہے۔ میں نے اپنی ساری زندگی بھیڑیوں کے درمیان میں گزار دی یعنی ظالم لوگوں کے درمیان اور احمدیت میں آ کے مجھے پتہ چلا کہ اسلام کی اصل تعلیم تو محبت پھیلانا ہے نہ کہ لوگوں میں نفرت پھیلانا۔ پھر ایک دن نمازِ فجر کے درس کے بعد اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور تمام احباب کو مخاطب کر کے کہا کہ اس مسجد کو لوگوں سے بھرنا صرف مربی کا کام نہیں بلکہ ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ ہمیں سب کو تبلیغ کرنی چاہیے۔

آسٹریلیا کے ایک نومبائع عیسیٰ گَیبری (Esaw Gebre) صاحب ہیں جنہوں نے پہلے بیعت تو کر لی تھی لیکن غیر احمدیوں کے اعتراضات سے کچھ متاثر بھی ہو جاتے تھے اور خاص طور پر یہ اعتراض کہ جلسہ جو ہے بدعت ہے۔ انہوں نے وہاں آسٹریلیا میں مسجد بیت المسرور میں عالمی بیعت میں شرکت کر کے کہا کہ میرے تمام شکوک و شبہات دور ہو گئے ہیں کیونکہ مجھے صاف نظر آ رہا تھا کہ جلسہ لِلّٰہ منعقد کیا جاتا ہے۔ یہ میرے لیے اپنے ایمان کی تجدید کرنے کا موقع تھا۔ بیعت کے دوران خلیفۂ وقت کے ساتھ دعا میں شریک ہو کر مجھے کامل یقین ہو گیا ہے کہ میری دعائیں ضرور قبول ہوں گی۔

لوگوں میں ایمان میں مضبوطی

بھی جلسہ کی کارروائیاں دیکھ کے پیدا ہوتی ہے۔ آسٹریلیا سے ایک نومبائع مکیاس گبری (Mikias Gebre) صاحب کہتے ہیں کہ عالمی بیعت میرے لیے ایک حیرت انگیز تجربہ تھا۔ اس وقت میں جس روحانی کیفیت سے گزرا اس سے قبل میں نے وہ کیفیت کبھی نہیں محسوس کی۔ ایک ایسا روحانی ماحول تھا جس نے مجھے اطمینانِ قلب اور روحانی سرور عطا کیا۔

لیسوتھو سے ایک نومبائع یوسف لاِپیْسَا صاحب کہتے ہیں: یہ میرا پہلا جلسہ ہے اور میں نے پہلی دفعہ خلیفۂ وقت کو دیکھا ہے۔

جس طرح انہوں نے معاشرے کی کمزوریوں اور برائیوں کی طرف اسلام کی اعلیٰ تعلیمات کے ذریعہ اصلاح کے طریقے بتائے ہیں وہ آج تک میں نے کہیں نہیں سنے۔ نہ ہی عیسائیت میں مَیں نے سیکھے۔

جب میں احمدیت کے بارے میں تحقیق کر رہا تھا اور جب میں نے پہلی بار خلیفۂ وقت کی تصویر دیکھی تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے مجھے خواب میں کہا کہ یہ سچا مذہب ہے۔ احمدیت کی طرف میرا آنا اور حقیقی اسلام کو پانا اصل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہدایت ہے جو مجھے خلیفۂ وقت کو دیکھنے کے بعد حاصل ہوئی ہے۔ اس طرح جلسہ کو زندگی میں پہلی بار دیکھنا اور بیعت کے روح پرور مناظر کو دیکھنا اس سے میں اس میں شامل ہونے کے بعد اپنے اندر ایک تبدیلی محسوس کر رہا ہوں جیسے ایک نئی زندگی حاصل ہو گئی ہو۔

البانیا کے پَلُومْب بے یا (Pellumb Beja) صاحب جرمنی میں ہسٹری کے ٹیچر ہیں۔ انہوں نے تین چار سال پہلے بیعت کی تھی۔ کہتے ہیں کہ اس سال جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت ورچوئلی (virtually) تھی لیکن مجھے ایسے لگ رہا تھا کہ گویا میں بذاتِ خود اس میں شامل تھا۔ جلسہ کا ماحول اور خلیفۂ وقت کے خطاب کا اثر اتنا زبردست تھا کہ مجھے لگا کہ میں بھی جسمانی طور پر جلسہ میں شامل ہوں۔

یہ عالمی جلسہ سالانہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ جماعت میں اتحاد ہے۔ ساری دنیا کے احمدی ایک خلیفۂ وقت کے ہاتھ پر جمع ہیں۔

تمام احمدی احباب اپنے فرائض کو سمجھنا چاہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں تمام لوگ خلیفۂ وقت کی ہدایات سننے کے منتظر ہیں اور ان پر عمل کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اپنے اختتامی خطاب میں نہایت سادہ الفاظ میں ہمیں نہایت واضح ہدایات دی ہیں اور یہ الفاظ جو ہیں ایسے تھے جو سوسائٹی کا ہر طبقہ بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ یہ خطاب ہمیں اپنی ذمہ داریوں کے سامنے کھڑا کر دیتا ہے۔ بالخصوص ہمیں، جو البانین سوسائٹی میں رہتے ہیں، جہاں پر عورتوں کے حقوق کے معاملے میں بہت سے مسائل ہیں۔

پھر نائیجر کے ریجن گُڈاں رُومْجِی (Guidan Roumji) کی ایک خاتون کہتی ہیں کہ آج لجنہ کا خطاب سن کر مجھے عورتوں کے حقوق اور عورتوں کی ذمہ داریوں کا حقیقی ادراک ہوا ہے اور کہتی ہیں کہ جب آپ نے حضرت اماں جانؓ کا بتایا کہ کس طرح وہ اپنے بچوں کا خیال رکھتی تھیں اور ان کی مثالی تربیت کرتی تھیں تو میں نے اسی وقت عہد کیا کہ

آج سے میں بھی اپنے بچوں کی تربیت پر خصوصی توجہ دوں گی تا کہ وہ مثالی خادمِ دین بن سکیں۔

دیکھیں کس طرح اللہ تعالیٰ تبدیلیاں پیدا کر رہا ہے۔

عاطف زاہد صاحب مربی سلسلہ ایڈیلیڈ ہیں۔ یہ لکھتے ہیں کہ ایڈیلیڈ کے وقت کا لندن سے ساڑھے آٹھ گھنٹے کا فرق ہے۔ جلسہ کے تمام پروگرام رات دیر سے یہاں نشر ہونے تھے۔ فکر تھی کہ لوگ نہیں آئیں گے، حاضری اچھی نہیں ہو گی لیکن لوگوں کی طرف سے غیر معمولی اخلاص کا مظاہرہ ہوا اور جمعہ working day ہونے کے باوجود مسجد میں لوگ تشریف لائے، خطاب سنا، عالمی بیعت کے وقت بھی لوگ موجود تھے۔ رات تین بجے تک جاگ کر انہوں نے اختتامی خطاب سنا اور سب کی خلافت سے جو محبت تھی وہ دیدنی تھی اور اس بات پہ ایم ٹی اے کے بھی شکر گزار ہیں۔

قزاخستان سے گُلیان آئی کینا صاحبہ کہتی ہیں کہ جلسہ سالانہ خدا کے فضل سے کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔

مختلف موضوعات پر خلیفۂ وقت اور دیگر مقررین کی تقاریر بہت ہی مفید اور دلچسپ تھیں۔ ان تقاریر نے میرے دل پر ایک خاص اثر کیا اور میں نے تبلیغ کرنے کے طریقے بھی سیکھے۔

مجھے یقین ہے کہ اس طرح دیگر سامعین کو بھی اپنے سوالات کے جوابات مل گئے ہوں گے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے تجدیدِ بیعت کی توفیق عطا کی۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دل اور آنکھیں کھولے اور وہ ہدایت کو قبول کرنے والے بنیں۔

یمن سے شیما قاسم صاحبہ کہتی ہیں۔ ہم نے جلسہ کی کارروائی دیکھی۔ ایسا لگتا تھا کہ ہم جنت میں ہیں۔ اسلام کا سورج ہم پر دوبارہ طلوع ہوا ہے اور ہمارے دلوں اور روح کو تازگی بخشی ہے۔ ہم میں حقیقی ایمان اور محبت اور وحدت اور اخلاق کی روح پھونکی گئی ہے۔ ہم آپ سے دور تھے لیکن ہمارے دل آپ کے ساتھ تھے۔ ہم ایک ہی گھر میں موجود تھے۔ ایک احمدی کے سوا کوئی اَور اس تعلق کو محسوس نہیں کرسکتا۔ ہمارے ملک میں موسلا دھار بارشوں کے باوجود جلسہ کے تینوں دن موسم ٹھیک رہا اور اللہ کے فضل سے ہم نے جلسہ کی ساری کارروائی دیکھی۔

مولیٰ کریم خلافت کو دوام بخشے۔ اس کے بغیر نہ ہمارا کوئی وجود ہے نہ کوئی مقصد۔

پھر کبابیر سے ایک اَور عرب خاتون دعا صاحبہ ہیں۔ کہتی ہیں کہ آپ کے خطاب کے نوٹس لکھنے کی کوشش کرتی رہی۔ اختتامی خطاب میں جو خواتین کے حقوق کی طرف توجہ دلائی تھی اس کی وجہ سے بہت ممنون ہوں۔

میں اس مذہب کی پیرو ہوں جو میرے حقوق اور احساسات کی حفاظت کرتا ہے۔ مجھے ان تمام باتوں کو اپنی غیر مسلم سہیلیوں کے سامنے دہرانے میں فخر محسوس ہوتا ہے۔

پھر عورت کے نکتہ نگاہ سے بھی آپ نے مردوں کے حقوق کے بارے میں ہمیں بتایا جس سے مجھے اندازہ ہوا کہ کیا میں اپنے والد صاحب، بھائیوں اور شوہر کے حقوق اچھی طرح ادا کرتی ہوں یا نہیں۔ بیعت کے وقت مجھے احساس تھا کہ ہم حقیقت میں خلیفۂ وقت کے ساتھ ہیں اور ہمارے درمیان نہ کوئی ملک اور نہ کوئی سمندر ہے۔ میں اس قدر خوشی محسوس کر رہی تھی کہ مجھے لگ رہا تھا کہ میرا دل پھٹ جائے گا۔

اردن سے ایک خاتون امۃ الشافی صاحبہ لکھتی ہیں کہ میں نے آپ کا جلسہ سالانہ کا پہلے روز کا خطاب سنا۔ میرا جسم اپنی ذمہ داری کا احساس کر کے کانپ کے رہ گیا۔ دوسرے روز کے پروگرام میں وَغَاندا نامی بستی کے احمدیوں کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفۂ وقت سے محبت کو دیکھا۔ اگرچہ یہ بستی نہایت پسماندہ ہے اور اس کے باسی ابھی تک زندگی کی ابتدائی ضروریات سے بھی محروم ہیں، پھر بھی اس بستی کے ایک سرکردہ کی بات سن کر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ وہ کہہ رہا تھا کہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ اور مسیح موعودؑ سے محبت کرتا ہے۔ یہ بظاہر بہت سادہ سے الفاظ تھے لیکن اس کا میرے دل پر بہت اثر ہوا۔

پھر مصر کی مروہ عبد اللہ صاحبہ ہیں۔ کہتی ہیں: امیر المومنین! آپ نے ہمارے دلوں کو اپنی تقریروں اور دیگر مقررین کی تقاریر سے روحانی دولت سے مالا مال کر دیا ہے۔ میں اس دوران آسمانِ روحانیت پر اڑنے لگی اور اپنے رب کی ملاقات کے لیے بے چین ہوگئی۔ میری تمنا ہے کہ اس روحِ مطمئنہ کے درجہ تک پہنچوں جس کا آپ نے ذکر کیا۔ دل چاہتا ہے کہ میں خدا کی محبت اور اس کے وصل کے شوق میں ایسی گم ہو جاؤں کہ آس پاس کی خبر نہ رہے۔ میرا جسم تو بے شک لوگوں کے سامنے موجود ہو لیکن میری روح خدا اور اس کے رسولؐ کی محبت کے آسمان میں محوِ پرواز ہو۔

عربوں میں ایک خاص ملکہ ہے۔ الفاظ بڑے اچھے استعمال کرتے ہیں اور ان کو اخلاص و وفا کا بڑا اظہار کرنا آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان و ایقان میں ترقی دے۔

پھر ملائیشیا کے ایک نومبائع دوست نزلان ازگان (Nazlan Azgan) صاحب ہیں۔ بڑے سادہ سے انسان ہیں۔ بڑی سادہ زندگی گزارنے والے ہیں اور مالی حالات بھی اچھے نہیں۔ ان کے پاس کچھ بھی رقم انٹرنیٹ پر جلسہ دیکھنے کے لیے نہیں تھی۔ انہوں نے اپنے گھر کے سامنے ایک درخت سے آم توڑے اور آموں کو بیچا اور پھر کہتے ہیں کہ وہاں جاکے بیچ کر جو رقم آئی اس سے انہوں نے انٹرنیٹ کا ڈیٹا (data) خریدا اور پھر جلسہ کی کارروائی سنی۔

گنی بساؤ کے ایک غیر احمدی دوست آسینی بالدے صاحب نے جلسہ کی کارروائی سنی۔ وہ کہتے ہیں

میں نے آج تک کبھی ایسا پروگرام نہیں دیکھا جس میں لوگ اپنے لیڈر کو اتنے پیار اور احترام سے سنتے ہوں۔

اور عالمی بیعت کے مناظر بہت خوبصورت تھے، انہوں نے صرف عالمی بیعت کا نظارہ دیکھا تھا، جس میں پوری جماعت ایک ہاتھ پر اکٹھی تھی۔ مجھے یہ مناظر دیکھ کر یقین ہوگیا ہے کہ احمدیہ جماعت اپنے خلیفہ کی مکمل اطاعت کرتی ہے اور یہی ان کی ترقی کا راز ہے اور حقیقت میں احمدیہ جماعت ایک سچی جماعت ہے اور آپ لوگ سچے رستے پر ہیں۔

میکسیکو سے ثریّا گومیز (Gomez) صاحبہ کہتی ہیں کہ جلسہ سالانہ یوکے کے خطابات سننے کا موقع ملا۔ اختتامی خطاب سب سے دلچسپ لگا جس میں عورتوں کے حقوق کا ذکر کیا گیا تھا اور کس طرح گھر کے ماحول کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ یہ ایسی اسلامی تعلیمات ہیں جن پر میں خود اپنی زندگی میں عمل کرنے کی کوشش کروں گی۔ اس کے علاوہ بیعت کی تقریب سے بہت جذباتی ہوگئی تھی۔ ایک ایسی کیفیت تھی جس کو میں الفاظ میں بیان نہیں کرسکتی مگر میں بڑی خوشی اور سکینت محسوس کر رہی تھی۔

گنی بساؤ کی ایک نومبائعہ خاتون ہیں۔ وہ اپنی ایک غیر از جماعت خاتون زیب النساء کو جلسہ کے لیے لے کر آئیں اور کہتی ہیں کہ جلسہ کے تینوں دنوں کے تمام پروگراموں میں خاص طور پر آپ کے تمام خطابات سنے اور آخری دن مسجد میں اس خاتون نے جو غیر از جماعت تھی اعلان کیا کہ میرے جماعت احمدیہ کے بارے میں بہت سے اعتراضات تھے مگر آپ کے خلیفہ کے خطابات سن کر تمام اعتراضات ختم ہوگئے ہیں اور میں احمدیت میں شامل ہونے کا اعلان کرتی ہوں اور میں اپنے بیٹے کو بھی جماعت احمدیہ کے لیے وقف کرتی ہوں۔

گنی بساؤ کے ایک گاؤں کی رہنے والی خاتون کمبا کیٹا صاحبہ ہیں۔ جلسہ یوکے کے پروگرام میں شامل ہوئیں۔ عالمی بیعت کے بارے میں سنا تو معلم سے اس کی تفصیل پوچھی۔ معلم صاحب نے دس شرائطِ بیعت کے بارے میں بتایا۔ چنانچہ یہ خاتون بیعت کی تقریب میں شامل ہوئیں۔ بیعت کے تمام الفاظ دہرائے اور اختتامی خطاب بھی سنا۔ آخر پر کہنے لگیں کہ میں نے احمدیت تو اسی وقت قبول کر لی تھی جب عالمی بیعت ہوئی تھی مگر اب اس خطاب کے بعد اعلان کرنا چاہتی ہوں کہ

اس وقت اگر امتِ مسلمہ کو کوئی بچا سکتا ہے تو خلافت احمدیہ ہی ہے اور آج میں احمدیت میں شامل ہونے کا اعلان کرتی ہوں۔

اور اپنے بچوں کو بھی احمدیت قبول کرنے کی نصیحت کروں گی کیونکہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔

پھر کونگو برازاویل میں مختلف جماعتوں کے مشنری لکھتے ہیں کہ اجتماعی طور پر جلسہ کی تمام نشریات بذریعہ ایم ٹی اے افریقہ لائیو دیکھنے کی توفیق ملی اور جو خطابات تھے اس سے بہت لوگ متاثر ہوئے اور اللہ کے فضل سے ان خطابات کو سننے کی وجہ سے جلسہ کی کارروائی کو سننے کی وجہ سے 23 افراد کو ان دنوں میں بیعت کرنے کی توفیق ملی۔

کونگو برازاویل سے مسٹر مَبُورَابِن جِیلِی (Mboura Ben Jeli) صاحب کو جن کا تعلق عیسائیت سے ہے جلسہ میں مدعو کیا گیا تھا۔ دو دن انہوں نے جلسہ کی کارروائی سنی۔ کہتے ہیں کہ میں یہاں پر دو دن سے حقوق اللہ، حقوق العباد، تقویٰ اور استغفار کے بارے میں باتیں سن رہا ہوں جو میرے دل میں گھر کر

رہی ہیں اور اپنے اندر ایک تبدیلی محسوس کر رہا ہوں جبکہ چرچ میں سوائے جادو ٹونے یا بد روحوں کو نکالنے کے اَور انہیں کچھ بھی نہیں بتایا جاتا۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں آپ کی جماعت میں شامل ہو جاؤں کیونکہ یہاں ہی مجھے روحانی سکون میسر آیا ہے۔ چنانچہ وہ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گئے۔

برکینا فاسو سے نومسلم دوست نِیسے بیسّا (Gnisse Bessa) صاحب کہتے ہیں کہ خلیفۃ المسیح کو براہ راست دیکھنے کا یہ میرا پہلا تجربہ ہے۔ میں اسلام میں نیا داخل ہوا ہوں اور میرے ذہن میں ہمیشہ یہ سوال آتا تھا کہ دنیا کو لازمی طور پر ایک لیڈر کے ہاتھ پر متحد ہونا چاہیے۔ اب یہاں جماعت احمدیہ کے لوگوں کو دیکھا تو وہ اتحاد نظر آتا ہے اس لیے میں نے ان کے ساتھ احمدیہ مسجد میں نمازیں پڑھنی شروع کر دیں اور آج میں جلسہ سالانہ یوکے اور عالمی بیعت میں شامل ہوا ہوں جس میں تمام احمدی ایم ٹی اے کے ذریعہ سے شامل تھے۔ جب میں نے یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تو میں مطمئن ہو گیا اور وہ بات جو میں ہر وقت سوچتا تھا کہ سب ایک ہاتھ پر متحد ہوں وہ بھی میں نے دیکھ لی اور میرے اس سوال کا جواب مل گیا۔ اس لیے آج سے میں احمدیت قبول کرنے کا اعلان کرتا ہوں اور میں اپنے خاندان کو بھی خلافت کے پیچھے چلنے کا کہوں گا۔

سری لنکا کے صدر جماعت قبولیت احمدیت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ مقامی جماعتوں میں اجتماعی طور پر جلسہ سننے کا انتظام کیا گیا تھا۔ کولمبو میں جماعتی سینٹر میں ملکی حالات کے پیش نظر آمد و رفت کی شدید مشکلات کے باوجود پچاسی احمدی اور غیر احمدی افراد جلسہ اور عالمی بیعت کے پروگرام میں شامل ہوئے۔ اس موقع پر دو احباب بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔ اسی طرح لائیو سٹریمنگ کے ذریعہ نوگمبو، پَسیالَہ اور پولونَرُوَا میں احباب جماعت اجتماعی طور پر جلسہ میں شامل ہوئے اور سارے پروگراموں کا تامل زبان میں ترجمہ بھی کیا گیا۔ ان پروگراموں کے نتیجہ میں چار احباب کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔

البانیہ کے بارے میں رپورٹ ہے کہ وہاں لائیو ترجمہ یوٹیوب پر نشر ہو رہا تھا جو البانیہ، کوسووو، مقدونیہ، جرمنی وغیرہ میں البانین لوگ سن رہے تھے۔ ایک زیر تبلیغ البانین مسلمان دوست البرٹ (Albert) صاحب پہلی مرتبہ جلسہ سالانہ یوکے کے اختتامی سیشن میں شامل ہوئے۔ جلسہ ختم ہونے کے بعد کہنے لگے کہ

خلیفۃ المسیح کا خطاب قرآن مجید کی آیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور عقلی دلائل سے لیس ہے

لیکن نہایت ہی سادہ زبان میں تھا۔ جو لوگ عورتوں کے حقوق کے بارے میں اعتراض کرتے ہیں ان کے تمام سوالات کے جوابات بھی آج انہوں نے اپنے خطاب میں بیان کر دیے۔ واپس جانے کے تھوڑی ہی دیر کے بعد دوبارہ ان کا فون آیا اور جماعت احمدیہ اور جلسہ کے بارے میں اپنے جذبات کا اظہار کرتے رہے۔ کہنے لگے کہ جماعت احمدیہ ہی حقیقی اسلام ہے۔ جب شرائطِ بیعت کا ذکر ہوا تو جماعت کی ایک البانین کتاب کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اس میں دس شرائط بیعت درج ہیں اور میں نے پڑھ لی ہیں اور اب میں بیعت کرنے کے لیے تیار ہوں۔ چنانچہ وہ جماعت میں شامل ہو گئے۔

کونگو برازاویل کے معلم نے لکھا ہے کہ ایک خاتون بییوکو سٹیوی (Biyoko Stevie) کا خاوند پہلے ہی احمدیت قبول کر چکا تھا اور اس کی خواہش تھی کہ بیوی بھی اسلام قبول کر لے۔ تبلیغ بھی کر رہا تھا۔ دعا بھی کرتا تھا لیکن بیوی چرچ کو چھوڑنے کو تیار نہیں تھی۔ جلسہ سالانہ دیکھنے کے لیے دعوت دی گئی۔ تینوں دن جلسہ کی کارروائی انہوں نے دیکھی اور جلسہ کے آخری دن اس خاتون نے کہا کہ میں تین دن سے اپنے پادری اور آپ کے خلیفہ کی باتوں کو compare کر رہی تھی۔ میں اس نظریے پر پہنچی ہوں کہ

خلیفہ کی باتوں میں بہت وزن ہے اور ہر بات دل میں اتر رہی تھی جبکہ پادری کی باتیں ہم روزانہ سنتے ہیں لیکن کبھی بھی ایسا محسوس نہیں ہوا کہ اس کی باتوں نے ہمارے دل پر اثر کیا ہو۔

چنانچہ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوگئی۔

یہ لوگوں کے چند واقعات تھے جو مَیں نے بتائے ہیں۔ جلسہ کے موقع پر جیسا کہ آپ لوگوں نے جلسہ کی کارروائی کے دوران دیکھا تھا کہ نمایاں شخصیات کی طرف سے بہت سارے پیغامات ملے۔ 126 پیغامات دنیا بھر کے مختلف سیاستدانوں اور لیڈروں کی طرف سے ملے۔ 101 ان میں سے ویڈیو تھے اور 25 تحریری پیغام تھے۔ وزراء اور ایم پیز کے پیغام تھے۔ یوکے کے علاوہ دوسرے ملکوں سے جن لوگوں نے پیغام بھجوائے ان میں امریکہ، کینیڈا، سیرالیون، یوگنڈا، لائبیریا، نیوزی لینڈ، سپین اور ہالینڈ شامل تھے۔ لائیو سٹریمنگ کا جو انتظام تھا وہ 53 ممالک میں تھا اس کے ذریعہ ترپن ممالک کے لوگ یوکے جلسہ میں شامل ہوئے اور یورپ میں بھی، افریقہ میں بھی، ایشیا میں بھی اور ان ترپن ملکوں میں اسّی مقامات تھے جہاں کے لوگ شامل ہوئے۔

پریس اور میڈیا کی جو کوریج ہے

اس سال کووڈ کی وجہ سے عام طور پر دعوت نہیں دی گئی تھی لیکن دو میڈیا آؤٹ لٹس نے خاص طور پر درخواست کر کے آنے کی اجازت لی۔ چنانچہ ان کو اجازت دی گئی اور پریس سیکشن کا خیال تھا کہ اس دفعہ بڑا چیلنجنگ ہے کہ کس طرح ہم جلسہ سالانہ کے بارے میں دنیا کو بتائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس طرح انتظام کیا کہ خود ہی کوریج کے سامان پیدا کر دیے۔ اور دو میڈیا والے، بی بی سی والے اور ایک اَور چینل والے تو آئے بھی تھے۔ اس کے علاوہ بی بی سی، آئی ٹی وی، میٹرو، ایل بی سی، بی بی سی ریڈیو سرے، بی بی سی ساؤتھ ٹوڈے، بی بی سی نیوز ویب سائٹ وغیرہ نے بڑی کوریج دی اور اسی کو لے کر پھر دوسرے میڈیا نے بھی دیا۔ اس طرح ریجنل سطح پر بھی آٹھ میڈیا آؤٹ لٹس نے جلسہ کو کور کیا۔ اس کے علاوہ اٹھائیس ویب سائٹس نے جلسہ کے حوالے سے خبریں یا آرٹیکل شائع کیے۔ ان ویب سائٹس کی پہنچ بیس ملین سے زائد لوگوں تک ہے۔ پرنٹ میڈیا میں دیکھا جائے تو اخبارات میں جلسہ کے حوالے سے چودہ آرٹیکل شائع ہوئے اور ان اخبارات کو پڑھنے والوں کی تعداد 1.2 ملین ہے۔ مختلف ٹی وی چینلز پر تئیس پروگراموں میں جلسہ سالانہ کو کور کیا گیا۔ ان ٹی وی چینلز کو دیکھنے والوں کی تعداد بارہ ملین سے زائد ہے۔ ریڈیو سٹیشنز پر تینتیس پروگراموں میں جلسہ سالانہ یوکے کا ذکر ہوا۔ ان ریڈیو سٹیشنز کو سننے والوں کی تعداد ایک ملین سے زائد ہے۔ سوشل میڈیا کے ذریعہ سے بعض میڈیا آؤٹ لٹس، صحافی حضرات اور پبلک فگرز نے جلسہ کے حوالے سے میسج وغیرہ دیے جن کی پہنچ بارہ ملین سے زائد افراد تک ہے۔ پریس اینڈ میڈیا کی ٹیم نے ویڈیو بنا کر بھی سوشل میڈیا پر ڈالیں جن کی پہنچ دو لاکھ چونتیس ہزار افراد سے زائد تھی۔ ان تمام کو ملا کر

57.5 ملین سے زائد افراد تک جلسہ کی کوریج ہوئی۔

جرنلسٹس کو آنے کی کیونکہ اجازت نہیں تھی اور پریس میڈیا کی ٹیم نے یوکے جماعت کے تبلیغی ڈیپارٹمنٹ کی معاونت سے 32 جرنلسٹس کو لنگر کا کھانا بھجوایا اور اس کا بھی انہوں نے بڑا مثبت جواب دیا، بڑا appreciate کیا۔ بی بی سی ساؤتھ کے نمائندہ جرنلسٹ ایڈورڈ سالٹ (Edward Sault) نے کہا کہ میں نے جلسہ میں بہت اچھا وقت گزارا۔ مہمان نوازی بہت عمدہ تھی۔ مختلف تقاریر سن کر بھی بہت اچھا لگا۔ آئندہ بھی آپ لوگوں کے ساتھ کام کروں گا۔ ایک جرنلسٹ Tevy Nitha نے کہا آپ کی جماعت کی فراخ دلی دیکھ کر میں ششدر رہ گئی۔ ایک صحافی نتاشا ڈیون (Natasha Devon) نے کہا اصل میں تو تمام مذاہب یکساں ہیں۔ اچھے لوگ مذہب کو لوگوں کو اکٹھا کرنے کے لیے اور غربا کی مدد کے لیے استعمال کرتے ہیں جبکہ برے لوگ مذہب کو برے کاموں کے لیے استعمال کرتے ہیں اور جلسہ سالانہ یقیناً اچھے لوگوں کی مثال ہے۔

ایم ٹی اے کی جانب سے جلسہ سالانہ کے حوالے سے 1885 پوسٹس، تصاویر اور ویڈیوز سوشل میڈیا پر اَپ لوڈ کی گئیں۔

اس کے ذریعہ چار ملین افراد تک یہ خبر پہنچی۔ دو لاکھ تیرہ ہزار افراد نے ان پوسٹس کو لائک کیا۔ سوشل میڈیا پر ان پر تبصرے ہوئے۔ 1236 ویڈیوز اَپ لوڈ کی گئیں جن کو دو لاکھ اکتیس ہزار افراد نے دیکھا اور ان دیکھنے والوں کے کل وقت کا حساب لگایا جائے تو چار لاکھ ستر ہزار گھنٹے بنتے ہیں۔ ایم ٹی اے کی ویب سائٹ کو چوبیس ہزار لوگوں نے بانوے ہزار مرتبہ دیکھا۔

ایم ٹی اے افریقہ کی رپورٹ

یہ ہے کہ بیس ٹی وی چینلز پر جلسہ سالانہ کی نشریات براہِ راست دکھائی گئیں۔ ان میں سے بعض حکومتی

چینلز اور بعض نجی چینلز تھے۔بعض چینلز ایسے تھے جو پورے ملک میں دیکھے جاتے ہیں۔ ان چینلز میں گیمبیا نیشنل ٹی وی، سیرالیون نیشنل ٹی وی، لائبیریا نیشنل ٹی وی اور متعدد پرائیویٹ چینلز شامل ہیں۔ عالمی بیعت کی تقریبات بھی ان میں دکھائی گئیں۔ بیس ٹی وی چینلز کے ذریعہ میرے جو خطابات تھے ان کو دکھایا گیا اور پینتیس ملین افراد تک یہ پہنچے۔

جلسہ کی لائیو کوریج کے علاوہ جلسہ کے حوالے سے نیوز آئٹم تیار کر کے افریقہ بھر میں بھجوائے گئے تھے۔ چنانچہ جلسہ کے تینوں دن میں پندرہ چینلز نے جلسہ سالانہ کے حوالے سے نیوز چلائیں جن کی پہنچ پندرہ ملین افراد تک ہے۔

ریویو آف ریلیجنز

کے ذریعہ سے بھی کافی کوریج ہوئی۔سوشل میڈیا کے ذریعہ سے اور یوٹیوب کے ذریعہ سے ان کی کوریج ہوئی ہے۔ جلسہ کے حوالے سے چالیس آرٹیکل لکھے گئے۔ 12ویڈیوز بنائی گئیں۔ 110سے زائد پوسٹس ڈالی گئیں۔ تین لاکھ افراد تک جلسہ کی کوریج پہنچی۔

پس اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کے بے شمار پھل ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائے۔

آئے ہوئے واقعات جو ہیں اور جو تاثرات ہیں جیسا کہ میں نے کہا ان میں سے چند مثالیں میں نے پیش کی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کے ایمان و ایقان میں ترقی دے اور جلسہ کے اثرات دائمی ہوں اور وقتی نہ ہوں۔

نماز کے بعد میں کچھ جنازے بھی پڑھاؤں گا

مرحومین کا ذکر

کر دوں۔ پہلا ذکر ہے

مکرمہ نصرت قدرت سلطانہ صاحبہ

کا جو مکرم قدرت اللہ عدنان صاحب کینیڈا کی اہلیہ تھیں۔ گذشتہ دنوں ان کی وفات پچپن سال کی عمر میں ہوئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، ایک نیک مخلص اور فرشتہ صفت خاتون تھیں۔ ہسپتال میں تھیں تو کوئی ایسا ڈاکٹر نہیں چھوڑا جس کو تبلیغ نہ کی ہو۔ ایک مسلمان عرب ڈاکٹر بھی تھی جو نصرت صاحبہ سے قرآن سننے کے لیے آتی تھیں اور آپ انہیں سورۂ یٰسین پڑھ کر سناتی تھیں۔ ہر بات میں خلافت کا ذکر کرتیں۔ خلافت سے بڑا وفا کا تعلق تھا۔ بہت سارے رشتہ دار ان کے غیر احمدی سُنّی ہیں۔ ان سب کو پیغام بھیجا، تبلیغ کی کہ آپ لوگ بھی امام وقت کی بیعت کر لیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ تین بچے ہیں۔ ان کا ایک بیٹا رضی اللہ نعمان جو ہے وہ جامعہ احمدیہ کینیڈا کے طالبعلم ہیں اور ایک اس کا بھائی ہے اور ایک بہن ہے۔

ان کے میاں کہتے ہیں کہ میری اہلیہ نے ایک واقف زندگی کی طرح زندگی گزاری۔ تربیت اولاد پر اپنی ساری طاقت اور کوشش صرف کی۔ خلافت سے بہت زیادہ محبت اور عقیدت تھی۔ تبلیغ کا تو بڑا شوق تھا جیسا کہ میں نے کہا اپنے بچوں میں بھی یہ شوق پیدا کیا ہے اور مَیں نے ان میں دیکھا ہے کہ سب بچے ہی تبلیغ کا شوق رکھتے ہیں اور غیر معمولی شوق رکھتے ہیں، معمولی شوق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی بچوں کو ایک خاص تربیت ہے اور ان کو پڑھنے کا بھی شوق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ملکہ دیا۔ ان کے ذریعہ سے بیعتیں بھی ہوتی ہیں۔ ایک لڑکا رضی اللہ نعمان جیسا کہ میں نے کہا جامعہ میں بھی ہے، بڑا اچھا کام کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو آئندہ بھی اور باقی بچوں کو بھی بے نفس ہو کر دین کی خدمت کرنے کی توفیق دے اور ان سب بچوں کو اپنی ماں کی دعاؤں کا وارث بنائے۔

ان کے بیٹے جری اللہ عدنان کہتے ہیں کہ والدہ بہت نیک، پرہیز گار، متقی اور مثالی احمدی خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا خاص تعلق تھا۔ بچوں کی تربیت کی بہت فکر رہتی تھی اور ہر آن اللہ تعالیٰ کی طرف ان کی نظر رہتی تھی۔ یتیموں کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ بچپن سے ہی خدا تعالیٰ پر پختہ ایمان تھا۔ ان کو کینسر کی بیماری تھی۔ جب اس کی تشخیص ہوئی تو اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی تھیں بلکہ ہمیں کہتی تھیں کہ تم لوگوں کو مضبوط ہونا چاہیے اور اللہ تعالیٰ پر تمہارا ایمان زیادہ مضبوط ہونا چاہیے۔ اپنے ڈاکٹر کو بھی کہتیں کہ زندگی اور موت تو کوئی بڑی بات نہیں ہے بلکہ اصل چیز یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی اس طرح گزارے کہ ہر کوئی اس سے خوش ہو اور وہ خود بھی اپنے اعمال سے مطمئن ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

دوسرا جنازہ

جس کا ذکر کروں گا، وہ

محترم چودھری لطیف احمد جھمٹ صاحب کا ہے

گذشتہ دنوں میں ان کی اناسی 79 سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے دادا حضرت چودھری محمد دین صاحبؓ واصل باقی نویس کے ذریعہ ہوا جن کا نام انجام آتھم روحانی خزائن جلد گیارہ صفحہ 325 میں تین سو تیرہ اصحاب کی فہرست میں تیسرے نمبر پر میاں محمد دین پٹواری بلانی ضلع گجرات لکھا ہے۔ چودھری لطیف جھمٹ صاحب نے 66ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم ایس سی ریاضی کی ڈگری حاصل کی۔ شعبہ تعلیم سے منسلک ہو گئے۔ 1966ء سے 68ء تک تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں بطور لیکچرر خدمت کی توفیق پائی۔ اسی طرح 68ء سے 94ء تک کم و بیش چھبیس سال تک آپ نے سیرالیون میں تدریس کے شعبہ میں بطور استاد اور پرنسپل نہایت خوش اسلوبی سے فرائض سرانجام دیے۔ واقفِ زندگی تھے۔ افریقہ سے واپسی پر آپ نے تقریباً پانچ سال بطور نائب وکیل المال ثانی اور سات سال بطور نائب وکیل المال ثالث خدمت کی توفیق پائی۔ سیرالیون میں جماعتی سکول میں تدریس کے فرائض انجام دیے جیسا کہ میں نے کہا۔ اور 1971ء میں انہوں نے باقاعدہ طور پر زندگی وقف کی تھی۔ یکم جنوری 2007ء کو ان کا تقرر بطور وکیل المال ثالث ہوا۔ اس طرح کل عرصۂ خدمت ان کا نصف صدی سے زائد بنتا ہے۔

ان کی اہلیہ رشیدہ لطیف صاحبہ کہتی ہیں کہ میرے خاوند سیرالیون میں تھے اور میں شادی ہو کر وہاں گئی تو وہاں جاتے ہی انہوں نے مجھے نصیحت کی کہ ایک واقفِ زندگی کے لیے یہاں ایشیائی چیزیں خرید کر کھانا مشکل ہے۔ واقف زندگی اور اس کی اہلیہ کو مقامی کھانے کھانے چاہئیں۔ اس لیے تم مقامی کھانے بنانے سیکھ لو جس کی وجہ سے ہمیں بعد میں بہت آسانی رہی۔ بہت سادہ مزاج تھے۔ بہت خیال رکھنے والے تھے۔ ان کے اپنے ساتھ کام کرنے والے جو تھے وہ بھی ان کے حسنِ سلوک کا بہت ذکر کرتے ہیں۔ ہر ایک ان کی تعریف کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے، درجات بلند کرے، ان کے لواحقین کو صبر دے۔ ایک بچہ تو ان کا بچپن میں ہی فوت ہو گیا تھا۔ ان کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہیں۔ ان کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تیسرا ذکر

مشتاق احمد عالم صاحب

ابن مکرم محمد عالم صاحب مرحوم میرا بھٹر کا میر پور آزاد کشمیر کا ہے۔ 19/ جولائی 2022ء کو ساٹھ سال کی عمر میں یہ وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ ان کے پسماندگان میں اہلیہ عظمت بی بی کے علاوہ چھ بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ تین بیٹے، ایک داماد حافظِ قرآن ہیں۔ تین بیٹے مربیان ہیں۔ ان میں سے ایک حافظ مصور احمد مزمل مغربی افریقہ سینیگال میں ہیں اور دوسرے بیٹے حافظ اخلاق احمد ہیں۔ تیسرے بیٹے عبدالخالق صاحب ہیں جو آرکیالوجی میں تخصص کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور مرحوم سے رحم کا سلوک فرمائے۔ جیسا کہ میں نے کہا نماز کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب ادا کروں گا۔

(الفضل انٹرنیشنل 02/ ستمبر 2022ء صفحہ 5تا12)

مترجم: ابو سلطان

ڈائری عابد خان سے ایک ورق

اے چھاؤں چھاؤں شخص تیری عمر ہو دراز

23 مئی 2015ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مع قافلہ اٹھارہ روزہ دورہ کے لئے جرمنی روانہ ہوئے جہاں حضور انور نے جلسہ سالانہ جرمنی میں شمولیت فرما کر اعزاز بخشا۔

آخری وفود

شام کے وقت، ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ بلغاریہ، بوسنیا، سربیا، مونٹینگرو اور کوسووو کے وفود نے حضور انور سے ملاقات فرمائی۔

ایک عینی شاہد کے طور پر جب میں نے ان لوگوں کے چہرے دیکھے جو مشرقی یورپ اور Baltic ممالک سے تشریف لائے تھے تو ایسا محسوس ہوا کہ ان میں سے اکثریت نے بہت مشکل حالات کے ساتھ زندگی گزاری ہے۔ اس بات کی تصدیق اس وقت ہوئی جب چند مہمانان نے بتایا کہ کس طرح وہ 1990ء کی دہائی میں سابقہ یوگوسلاویہ کی جنگوں سے گزرے ہیں۔ غالباً ایسے مشکل حالات کا سامنا کرنے کے باعث وہ حضور انور کی محبت اور شفقت کی خوب قدر کر رہے تھے۔

٭بوسنیا سے ایک نوجوان خاتون تشریف فرما تھیں جنہوں نے حال ہی میں احمدیت قبول کی تھی۔ انہوں نے اپنا ہاتھ کھڑا کیا اور بتایا کہ ان کے ذہن میں بہت سے سوالات تھے لیکن جب انہوں نے حضور انور کا خطبہ جمعہ فرمودہ 6 جون بمقام فرنکفرٹ سنا جو خلافت کی اطاعت کے متعلق تھا تو انہیں ایسا محسوس ہوا کہ ان کے جملہ سوالات کے جوابات آ گئے ہیں۔

اگلے روز حضور انور نے خاکسار کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ کا خطبہ پرانے احمدیوں اور عہدیداران کے حوالہ سے تھا تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس نو مبائع نے اس کو کس قدر سنجیدگی اور توجہ سے سنا۔

میں ایک بزرگ بوسنیئن دوست کے رویے سے حیران رہ گیا جب ان کو حضور انور کے ساتھ تصویر بنانے کی سعادت نصیب ہوئی تو انہوں نے اپنا سر حضور انور کے کندھے پر رکھ دیا بالکل ویسے ہی جیسے ایک بچہ اپنا سر آرام کی خاطر اپنے والد یا والدہ کے کندھے پر رکھ دیتا ہے۔ اس بزرگ دوست کا حضرت خلیفۃ المسیح سے محبت کا یہ انداز عرصہ دراز تک میرے ذہن میں رہے گا۔

کوسووو کے وفد سے ایک نو مبائع احمدی نے حضور انور سے عرض کیا کہ ’’دو دن پہلے تک میں احمدیت قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھا لیکن کل میرے اندر کچھ ایسا ہوا کہ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ مجھے لازماً بیعت کرنی چاہیئے۔ اب میں نے احمدیت قبول کر لی ہے‘‘

حضور انور نے فرمایا ’’ہاں، جب کوئی شخص بیعت کرتا ہے تو اس پر بہت ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور یہ ایسی بات ہے کہ ہر احمدی کو اسے سمجھنا چاہیئے‘‘

اس آخری ملاقات کے بعد میں نے سوچا کہ میں نے کبھی غور ہی نہیں کیا کہ حضور انور کے یہ جرمنی کے دورہ جات کس قدر اہم ہیں۔ کئی طرح سے جرمنی، مشرقی یورپ میں تبلیغ کے حوالہ سے نہایت مؤثر ثابت ہو رہا ہے۔ بہت سے ممالک جہاں حضور انور کے لئے سردست دورہ کرنا ممکن نہیں ہے، وہاں کے لوگ جرمنی آ کر براہ راست خلافت کی برکت سے مستفیض ہوتے ہیں۔ میں نے (اس دورہ کے دوران) بہت کچھ سیکھا اور درحقیقت ایک موقع پر حضور انور نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا ’’عابد! یہ تمہارے لئے بھی ایک نیا تجربہ ہوگا۔‘‘ ہمیشہ کی طرح حضور انور نے بالکل درست فرمایا تھا۔

امیر صاحب جرمنی کے خلافت خامسہ کے بارے میں تاثرات

اگرچہ اس دورہ کے دوران مجھے گاہے بگاہے امیر صاحب جرمنی کے ساتھ گفتگو کا موقع ملتا رہا، میں چاہتا تھا کہ ان کے ساتھ ایک مجلس ہو جس میں ان سے بطور امیر جماعت احمدیہ جرمنی گزشتہ تین دہائیوں کے تجربات پر تبادلہ خیال ہو سکے۔

اور یوں نماز کے بعد، اس آخری شام میں نے محترم امیر صاحب سے درخواست کی کہ اگر وہ چند منٹس نکال سکیں جسے انہوں نے از راہ شفقت قبول فرمالیا۔ میں نے امیر صاحب سے پوچھا کہ خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں جو برکات انہوں نے ملاحظہ کی ہیں ان کے بارے میں بتائیں۔

انہوں نے بتایا کہ حقیقت میں خلافت کی برکات بے شمار ہیں لیکن خاص طور پر تین جہات ایسی ہیں جس میں انہوں نے حضور انور کی راہنمائی اور حوصلہ افزائی کی بدولت جماعتی غیرمعمولی ترقی دیکھی ہے۔ انہوں نے سب سے پہلے وصیت کا ذکر کیا اور بتایا کہ حضور انور کی رہنمائی میں جرمن جماعت کو موصیان کی تعداد میں غیرمعمولی اضافہ کی توفیق ملی ہے۔

دوسرے انہوں نے اس بات کا ذکر کیا کہ کس طرح حضور انور نے جماعتوں کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے کہ وہ مساجد بنائیں اور حضور انور کی توجہ کی برکت سے اب ہر سال کئی مساجد کا افتتاح عمل میں آ رہا ہے یا سنگ بنیاد رکھا جا رہا ہے۔

تیسری بات جو امیر صاحب نے بیان فرمائی وہ یہ تھی کہ جماعت کے پبلک ریلیشن میں غیرمعمولی اضافہ ہوا ہے اور خلافت خامسہ میں غیر احمدی احباب سے روابط غیرمعمولی طور پر بڑھے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ خلافت احمدیہ کا تعارف اب جرمنی کے ہر کونے میں ہے۔

امیر صاحب نے فرمایا کہ یہ جملہ ترقی محض حضور انور کی راہنمائی اور توجہ کی برکت سے ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ

’’کبھی کبھار ہم سوچتے ہیں کہ کوئی چیز ناممکن ہے لیکن حضور انور ہمیں فرماتے ہیں کہ اسے کریں اور آپ ہمیں اس قدر اعتماد سے بھر دیتے ہیں کہ ہم آپ کی خواہش کو پورا کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔‘‘

جب ہماری میٹنگ آخری مراحل میں تھی تو امیر صاحب نے مجھے اپنی آفس کی کرسی دکھائی اور فرمایا۔

’’یہ کرسی بہت پرانی ہے لیکن یہ بہت بابرکت کرسی ہے کیونکہ یہ تین

خلفاء کے زیر استعمال رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ میں اس کو اپنی آفس کی کرسی کے طور پر استعمال کرتا ہوں۔‘‘

Starbucks میں تشریف آوری

احمد بھائی نے حضور انور کے پاس جا کر بتایا کہ ابھی کچھ وقت باقی ہے اس لئے اگر حضور انور اور خالہ سبوحی پسند فرمائیں تو Starbucks کی کافی شاپ پر کچھ وقت گزار سکتے ہیں۔

دوبارہ یہ نہایت خوش کن وقت تھا کہ حضور انور اور خالہ سبوحی کو کچھ دیر بیٹھنے اور آرام کرنے کا موقع مل رہا تھا اور گرم Cappuccino اور Cheesecake نوش فرمانے کا موقع دیگر احباب کی طرح میسر آ رہا تھا۔ حضور انور اور خالہ سبوحی نے اپنا سارا وقت جماعت کے لئے وقف کیا ہوا ہے اس لئے آپ کو ایسے فرصت کے لمحات کم ہی میسر آتے ہیں۔

میں قریب ہی کھڑا تھا اور حضور انور نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ جملہ قافلہ ممبران کو حضور انور کی طرف سے کافی پیش کی جائے۔ میں بہت خوش تھا کیونکہ مجھے Starbucks کی کافی بہت پسند ہے اور اکثر میں لندن میں پی لیتا ہوں یوں چند ہفتے کے بعد مجھے میری من پسند کافی حضور انور کی طرف سے بطور تحفہ مل رہی تھی جس کی اپنی خاص اہمیت تھی۔ میں نے حضور انور کا پیغام جملہ قافلہ ممبران کو پہنچایا اور وہ بھی کافی کے (حضور انور کی طرف سے بطور تحفہ) ملنے پر خوش تھے۔

مکرم عبدالماجد صاحب شاذونادر ہی کافی پیتے ہیں کیونکہ ان کا خیال ہے کہ کافی سے ان کا بلڈ پریشر بڑھ جاتا ہے لیکن جب انہوں نے سنا کہ حضور انور نے جملہ قافلہ ممبران کو کافی پینے کی ہدایت فرمائی ہے تو انہوں نے بھی نہایت خوشی سے ایک کپ کا آڈر دے دیا، اس خیال سے کہ حضور انور کا دیا ہوا ہر تحفہ محض برکات کا ہی متحمل ہو سکتا ہے۔

(حضور انور کا دورہ جرمنی مئی-جون 2015ء اردو ترجمہ از ڈائری مکرم عابد خان)

دعا کا تحفہ

برگزیدہ بندگانِ خدا پر سلامتی کی دعا

آنحضرت ﷺ کو خدا کے برگزیدہ بندوں پر سلامتی کی دعا سکھائی گئی۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی ؕ آٰللّٰہُ خَیۡرٌ اَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۶۰﴾

(النمل: 60)

ہر تعریف کا اللہ مستحق ہے اور اس کے وہ بندے جن کو اس نے چن لیا ان پر ہمیشہ سلامتی ہو۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 38-39)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

محمد اکرام ناصر

ڈھونڈو گے اگر ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد مرحوم

غالباً 1989ء یا 1990ء کی بات ہے ہمارے ابا جان ہمیں پہلی بار زیارت مرکز کے لیے ربوہ لے کر آئے۔ میری عمر اس وقت پانچ سال تھی۔ ربوہ دارالضیافت میں ٹھہرے یوں تو اب بھی ربوہ کے گلی کوچے اور در و دیوار خلفاء حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خوشبوئے مبارک سے مہک رہے ہیں مگر اس وقت تو ایک آمر کے مظالم کے نتیجہ میں ہونے والی بظاہر بے بسی کی ہجرت جو بعد کو الٰہی افضال کی کی بارش کا پیش خیمہ بنی صرف پانچ سال پرانی بات تھی۔ اور اس وقت تو اگر ذرا کان لگاؤ تو مسجد مبارک اور اس سے ملحقہ علاقہ میں اس یار طرحدار کے قدموں کی چاپ تک سنائی دیتی تھی۔

قصہ مختصر ہجر وفراق اور اینٹی احمدیہ آرڈیننس کی ظالمانہ مہم کی پرچھائیاں سارے ماحول کو متاثر کیے ہوئے تھیں جس کے نتیجہ میں دردناک دعائیں اور رقت انگیز نمازیں ایک عجیب روحانی ماحول کی غمازی کرتی تھیں اس سب پر مستزاد یہ کہ بیت الکرامہ کے مقیم ایک سفید باریش بزرگ کی جوش گریہ سے بھرپور مترنم آواز صبح شام مہمانان لنگر خانہ مسیح موعودؑ کا لہو خوب گرماتی تھی:

باب رحمت خود بخود پھر تم پہ وا ہو جائے گا
جب تمہارا قادر مطلق خدا ہو جائے گا

قارئین سے معذرت کہ تمہید قدرے طویل ہوگئی لیکن سوچا اس دور کے ربوہ کے شب وروز کا تذکرہ بھی ہو جائے۔ بہر حال اسی سفر کے دوران میں نے اپنے والدصاحب سے فرمائش کر ڈالی کہ مجھے خاندان حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے کسی فرد سے ملنا ہے۔ میرے والدصاحب ابھی شش و پنج میں ہی تھے کہ ان کی یہ مشکل ان کے ایک دوست نے یہ کہہ کر آسان کر دی کہ ”صاحبزادہ مرزا غلام احمد۔ ناظر اصلاح وارشاد مقامی سے ملوادیں۔“ چنانچہ ابا جان مجھے حضرت میاں صاحب مرحوم ومغفور سے ملوانے لے گئے۔ اور وہ میاں صاحب کی شخصیت وہ بارعب آنکھیں اور آپ کی مردانہ وجاہت آج تک میری آنکھیں خیرہ کیے ہوئے ہے۔ آپ کی شفقت ومحبت کا نرالہ انداز بھی ایک علمی رنگ لیے ہوئے تھا آپ نے بہت شفقت فرمائی اور سیرت اصحاب احمد میں سے ایک کتاب حضرت منشی ظفر احمدؓ عنایت فرمائی۔

پھر 1993ء میں ہم مستقلاً ربوہ منتقل ہو گئے اور وقتاً فوقتاً مسجد مبارک اور مسجد اقصیٰ میں اکثر دور دور سے اور کبھی قریب سے حضرت میاں صاحب کی زیارت نظروں کو اک عجیب تسکین دیا کرتی۔ ہم نے بچپن سے آپ کو جماعت کے اہم ذمہ داروں میں سے ایک اور خلیفۂ وقت کے خاص ساتھی اور نمائندہ ہی سمجھا اور گو ذہن اور شعور اس حقیقت کو بخوبی سمجھتا ہے کہ الٰہی جماعتیں محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور سہارے قائم ہوا کرتی ہیں لیکن نادان دل نے میاں احمد کو ہمیشہ ایک برج اک منارہ ایک ستون اک سہارا سمجھا۔ ہر چند کہ حضرت میاں خورشید احمد صاحب کی وفات پر بھی دل بہت دکھی ہوا اور آپ کے چہرہ کی آخری زیارت کے وقت بھی دل شدید احساس زیاں سے چور تھا کہ ایک قیمتی خزانہ ہم نے کھو دیا لیکن دل کو ایک گونہ تسلی ایک ڈھارس تھی کہ ”میاں احمد ہیں ناں“

لیکن حضرت میاں احمد کی اچانک ناگہانی وفات نے تو جماعت احمدیہ پاکستان کو بالعموم اور ربوہ کے باسیوں کو بالخصوص ہلا کر رکھ دیا ہے۔ اور اب تک دل یہ ماننے کو تیار نہیں کہ میاں احمد بھی چلے گئے۔ اب چند دن پہلے ہی تو قادیان میں ملے تھے اور میرے ایک سکھ دوست سے اس کے گاؤں بیاس کے متعلق سرراہ ہی باتیں چل نکلی تھیں۔ آپ کی خدماتِ جلیلہ کا تذکرہ اور احاطہ مجھ نالائق کے ٹوٹے قلم سے کہاں ممکن ہے ہاں اس قدر اظہار کیے بغیر چارہ نہیں کہ یہ خاص وجود ایک خاص نام لے کر پروان چڑھا اور آپ کی خدمات کا اوج کمال 28 مئی 2010ء کے سانحہ لاہور کے بعد کی خدمات ہیں جو تاریخ احمدیت میں ہمیشہ کے لیے امر ہوگئیں اور یوں لگا کہ یہ خاص وجود خدائے حکیم وخبیر نے اس خاص وقت کے لیے سنبھال رکھا تھا۔

آپ کی جرأت، آپ کی بہادری، آپ کی موقع شناسی، آپ کی ذہانت، آپ کی فصاحت و بلاغت الغرض کون کون سے جوہر نہیں تھے اس اسم بامسمیٰ غلام احمد کے جو اس موقع پر دنیا کے سامنے کھل کر سامنے نہیں آئے تھے۔ یوں لگا جیسے حضرت جری اللہ کا غلام اپنے امام اور خلیفہ کی اقتداء میں ایک جرنیل بن کر ننگی تلوار ہاتھ میں لیے تن تنہا میدانِ کارزار میں کود پڑا تھا۔ یہ آپ ہی تھے جنہوں نے مردانہ وار دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے امام کی نمائندگی میں ساری جماعت کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا۔ اپنی گفتگو میں ”میں اور میری جماعت“ کے الفاظ آپ کی زبان سے خوب جچے۔ یوں لگا جیسے 1974ء کے بعد سے لے کر اب تک کی ایذا نصیبیوں کا خراج میاں احمد نے ادا کر دیا۔ زندہ باد غلامِ احمد جس کا دشمن پڑ گیا جھوٹا۔۔۔

لیکن آپ یاد بہت آئیں گے میاں صاحب آپ کی خوبصورت کشادہ آنکھیں جو غیرتِ دینی سے لبریز اور عشق الٰہی اور محبتِ رسول سے چھلک رہی ہوتی تھیں جن کے جلووں سے مخالفین کے پتے پانی ہوجایا کرتے تھے۔ آپ کے چہرہ کا آخری دیدار کرتے وقت وہ خوبصورت آنکھیں بند دیکھ کر یوں لگا جیسے دیدارِ حبیب کی لذت سے تسکین پا رہی ہوں اور یہی سکون اور قرار آپ کے چہرہ پر پھیل چکا تھا۔

ایڈیٹر کے نام خطوط

• **مکرمہ نبیلہ رفیق فوزی۔ ناروے تحریر کرتی ہیں۔**

مورخہ 23 اگست میں شائع ہونے والے مکرم عمر تماپوری کے مضمون ”خطوط طاہر اور اسیران راہ مولیٰ“ نے تو دل کے سارے زخم کھول کر رکھ دیے ہیں۔ جناب محمد الیاس منیر صاحب اور ساتھی جب اسیر ہوئے ان کے آگے پیچھے ہی بہت سے معصوم بے گناہ اور بھی اسیر ہو رہے تھے۔ یہ 1985ء کا وقت تھا حضور رحمہ اللہ لندن تشریف لا چکے تھے۔ خاکسار بھی خلافت کی کشش میں اپنی والدہ کے ہمراہ لندن پہنچ چکی تھی۔ فضل مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھی جاتی تھی۔ ان دنوں اوپر تلے بہت سے افراد جماعت کے اسیر ہونے کی اطلاعات آرہی تھیں۔ ایک جمعۃ المبارک میں حضور رحمہ اللہ کا بیان فرمودہ خطبہ مجھے کبھی نہیں بھولے گا۔ اسیران کے گھر والوں کے اور کچھ اسیران کے خطوط یا اطلاعات تھیں۔ جس درد سے حضور نے وہ واقعات، اور وہ ظالمانہ اور وحشیانہ سلوک بیان کیا۔ حضور خود بھی تڑپ رہے تھے اور ان کے ساتھ مسجد فضل کے خواتین کے ہال میں بیٹھی ہوئی ہر خاتون تڑپ رہی تھی۔ مجھے لگتا تھا جیسے سسکیاں دبا دبا کر سانس رک جائے گا۔ اس خیال سے کہ میرے آس پاس بیٹھے لوگ کیا سوچتے ہوں گے کچھ دیر کے لئے سر اونچا کیا تو عجیب منظر دیکھا۔ ہر خاتون اپنے برقعے اور نقاب میں منہ چھپائے اور اپنی سسکیاں دبانے کی کوشش میں مصروف تھی۔ دل چاہتا تھا: اب حضور بس کر دیں، اتنا نہ تڑپیں۔ ایڈیٹر صاحب! ہم تک تو ساری باتیں اور حالات پہنچتے نہیں۔ نہ جانے ہمارے خلفاء پر کیا گزرتی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ میری جماعت پر رحم فرمائے اور تمام اسیروں کو باعزت رہائی عطا فرمائے۔ آمین۔

• **مکرم شبیر احمد ثاقب تحریر کرتے ہیں۔**

آپ کی ٹیم الفضل آن لائن کو اتنا معیاری، دلچسپ، ایمان افروز اور معلوماتی بنا دیا ہے کہ میرا دل اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ لاریب آپ کی ساری ٹیم آج کے ”مرد خدا“ کی دعا لگی ہے بہت خوش نصیب ہیں آپ لوگ جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی دعاؤں کے وارث بن رہے ہیں۔ اللّٰھم زد فزد۔

مورخہ 23 اگست 2022ء کا سارا مواد ہی بہت اعلیٰ ہے مگر دو مضامین نے جس روحانی لذت سے گزارا ہے اسے لفظوں میں ادا کرنا ممکن نہیں 1- حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے رویاء و کشوف 2- خطوط طاہر اور اسیران راہ مولا۔ اس سے قبل اگرچہ میں اس مضمون پر آپ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اپنے جذبات کا اظہار کر چکا ہوں جو آپ نے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ اور خلافت خامسہ کے متعلق احباب جماعت کی رویاء وکشوف پر مشتمل شائع کیا تھا مگر آج ان دو مضامین نے اس روحانی لذت کو احیائے نو بخشا ہے۔

محمد انور شہزاد

اردو زبان کے رموز اوقاف

ہمارے بعض مضمون نویس جب مضمون کمپوز کر کے بھجواتے ہیں یا ہمارے کمپوزر حضرات و خواتین کمپوزنگ کرتے وقت بلاوجہ بعض علامات اور رموز لگا دیتے ہیں۔ جو غیرضروری تو ہوتے ہی ہیں مضمون دیکھنے میں آنکھوں کو بوجھل بوجھل سا لگنے لگتا ہے۔ خاکسار کی درخواست پر مکرم محمد انور شہزاد صاحب نے رموز و علامات کی کئی مستند کتب کے مطالعہ کے بعد یہ مضمون الفضل کے لئے کمپوزنگ کرنے والے دوست و خواتین کے لئے تیار کیا ہے جو ہدیہ قارئین ہے۔ امید ہے احباب و خواتین کمپوزنگ کرتے وقت ان علامات اور رموز کا درست اور برموقع استعمال کریں گے۔ ایڈیٹر

رموز

رموز، رمز کی جمع ہے جس کا مطلب ہے علامت یا اشارہ۔

اوقاف

اوقاف، وقف کی جمع ہے جس کے معنی ٹھہرنے یا رکنے کے ہیں۔

رموزِ اوقاف کا استعمال

رموزِ اوقاف یا علامات وقف ان اشاروں یا علامتوں کو کہتے ہیں جو کسی عبارت کے ایک جملے، یا جملے کے ایک حصے کو اس کے باقی حصوں سے علیحدہ کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ اردو، انگریزی یا دوسری زبانوں کے قواعد میں ان اوقاف اور علامات کو بہت اہمیت حاصل ہے، اگر ان کا خیال نہ رکھا جائے تو مفہوم کچھ کا کچھ بلکہ بعض اوقات تو اس کے بالکل الٹ ہو جاتا ہے۔ الفاظ کو صحت املا کے ساتھ لکھنے کے بعد جملے یا عبارت کو صحیح طور پر لکھنے کی منزل آتی ہے۔ عبارت کے صحیح لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ اسے صحیح طور پر پڑھا جا سکے۔ اس کے لئے چند علامتیں مقرر ہیں۔ انہیں اصطلاحی زبان میں رموزِ اوقاف (Punctuation) کہا جاتا ہے۔ ان اوقاف کی مدد سے عبارت کا مطلب سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ اردو زبان میں اوقاف کی مستعمل اور مروج علامتیں یہ ہیں:

نمبرشمار	اردو نام	علامت	انگریزی نام
.1	ختمہ (پورا ٹھہراؤ)	۔	Full Stop
.2	سکتہ (چھوٹا ٹھہراؤ)	،	Comma
.3	وقفہ (ٹھہراؤ)	؛	Semicolon
.4	رابطہ	:	Colon
.5	تفصیلیہ	:۔	Colon dash
.6	خط	ــــ	Dash
.7	سوالیہ	؟	Interrogation
.8	فجائیہ اور ندائیہ	!	Exclamation
.9	قوسین	()	Bracket
.10	واوین	“ ”	Inverted Comma

رموزِ اوقاف کا محل استعمال

(1) ختمہ۔ (FULL STOP)

یہ نشان درج ذیل جگہوں پر استعمال ہوگا:

(الف) جملے کے خاتمے پر جیسے؛

1. ہمارے گھر کے سامنے ایک پارک ہے۔
2. یہ پارک بہت خوبصورت ہے۔
3. ایک مالی اس کی دیکھ بھال کے لئے مقرر ہے۔

(ب) مخففات کے بعد جیسے؛

1. ایم۔ اے۔ پی ایچ۔ ڈی
2. بی اے۔ بی ایڈ
3. ایم۔ بی۔ بی۔ ایس
4. م۔ ن۔ راشد

(2) سکتہ، (COMMA)

اس علامت کا انگریزی نام ”کاما“ زیادہ مشہور ہے ”کاما“ کا استعمال بہت ضروری ہے۔ اس سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ عبارت کے ٹکڑے ایک دوسرے سے اس طرح مل نہیں پاتے کہ مطلب خبط ہو جائے۔ جب بھی ایسے لفظ یک جا ہو جائیں جن کو ایک دوسرے سے الگ کرنا ضروری ہو تو وہاں ”کاما“ کو ضرور استعمال کرنا چاہیے مثلاً؛ ٹھہرو مت جاؤ: اس فقرے کا مطلب واضح نہیں ہے کہ رکنا ہے یا جانا ہے، لیکن اگر کامے کا استعمال کیا جائے تو مطلب واضح ہو جاتا ہے جیسے؛

1. ٹھہرو، مت جاؤ: اس کا مطلب ہے رکنا ہے جانا نہیں ہے۔
2. ٹھہرو مت، جاؤ: اس کا مطلب ہے کہ رکنا نہیں ہے بلکہ جانا ہے۔

یہ علامت خاص طور پر ایسے موقعوں پر استعمال میں آتی ہے:

(الف) جب کسی جملے یا فقرے میں اعداد اور اسماوصفات کا ذکر اس طرح کیا جائے کہ آخری دو عدد یا اسموں کے درمیان ”اور“ یا ”یا“ کا لفظ لانا پڑے تو اس سے قبل کے ہر عدد اور اسم کے بعد، بطور عطف سکتہ کا نشان لگایا جائے گا جیسے؛

1. حامد، محمود، راشد، ماجد اور امجد پانچوں بہت ذہین ہیں۔
2. بازار جاکر ایک قلم، دو سرخ پنسلیں، ایک ربڑ، دو پیڈ یا کاپیاں لایئے۔
3. مولانا محمد علی جوہر سچے مسلمان، مخلص سیاستدان، شعلہ بیان مقرر، نامور صحافی اور ممتاز شاعر تھے۔
4. مولانا حسرت موہانی نے شاعری کو عارفانہ، ناقعانہ، فاسقانہ، عاشقانہ اور متصوفانہ وغیرہ کے خانوں میں تقسیم کیا ہے۔
5. اس سلسلے میں ادبی، تاریخی، معاشی، نفسیاتی، سیاسی، اور ثقافتی پہلو بھی زیر بحث آئیں گے۔
6. 7,6,5,4,3,2 اور 9 نمبر کے کمرے خالی ہیں۔

(ب) ایک ہی قسم کے مرکبات اور لمبے جملہ کے اجزا کے بعد جیسے؛

1. میرا، آپ کا، شاہد کا، رشید کا، اور وحید کا نام کامیاب امیدواروں کی فہرست میں شامل ہے۔
2. آپ کا قلم، میری گھڑی، اسلم کا ریڈیو اور قدیر کا ٹی وی، چاروں جاپانی ہیں۔
3. حامد کب آیا، کب گیا، کیا کہا، کیا سنا، کس کس سے ملاقات کی مجھے کچھ نہیں معلوم۔

(ج) ایک ہی طرح کے جملوں کے بعد بطور حرف عطف جیسے؛

1. میں نے اس کو بلایا، اونچ نیچ سمجھایا، برا بھلا کہا، خوف دلایا، لیکن کسی بات کا کچھ اثر نہ ہوا۔
2. آؤ بیٹھ کر، کچھ میری سنو، کچھ اپنی سناؤ۔

(س) ایسے جملوں کے بعد جن میں تکرار سے بچنے کے لئے فعل کو محذوف کر دیا گیا ہو جیسے؛

1. امتحان میں حامد نے پہلی، محمود نے دوسری، راشد نے تیسری اور ماجد نے چوتھی پوزیشن حاصل کی۔
2. حامد کو تمغا، محمود کو گھڑی، راشد کو قلم اور ماجد کو ایک کتاب انعام میں ملی۔

(ف) جب کسی اسم کی تعریف یا وضاحت میں کوئی بات کہی جائے تو اسم اور وضاحتی فقرے کے بعد سکتہ آئے گا جیسے؛

1. اسلم، محمود کا بڑا بھائی، امریکہ سے واپس آ گیا ہے۔
2. میری کتاب، غالب شاعر امروزوفردا، 1969ء میں چھپی تھی۔
3. داستانِ تاریخ اردو، مولانا حامد حسین کی مشہور تصنیف ہے۔

(ک) اشعار میں ایسے مقامات پر ”کاما“ ضرور لگانا چاہیے جہاں ٹکڑوں کو الگ الگ کر دینے سے، مفہوم واضح ہو سکتا ہو جیسے؛

1. خدائے من، خدائے من، دوائے من، شفائے من
قبائے من، ردائے من، رجائے من، ضیائے من
2. میں بندہ ہوں ترا غریب، تو ہے مرا خدا عجیب
میں دور ہوں تو ہے قریب، میں مانگتا ہوں اے مجیب
3. فنون دے، علوم دے، فتوح دے، رقوم دے
جو نسل بالعموم دے، وہ مہر ومہ، نجوم دے
4. نوا، صدا، دعا، بکا، حیا، وفا، غنا، سخا
عطا، جزا، ہدیٰ، تقیٰ، فنا، بقا، لقا، رضا

(ل) کسی فعل کے بعد ”کر“ یا ”کے“ محذوف ہونے کی صورت میں جیسے؛

1. وہ کتاب بغل میں دبا، نہ جانے کدھر نکل گیا۔
2. وہ بھی عجیب آدمی ہے، صبح اٹھ، یہ جا، وہ جا، ذرا دیر میں غائب۔

(م) شرط و جزا کے درمیان بشرطیکہ حرف محذوف ہو جیسے؛

1. جو تمہاری طرح، تم سے کوئی جھوٹے وعدے کرتا تم ہی، انصاف سے کہو، تمہیں اعتبار ہوتا۔
2. جو تمہاری باتوں میں آیا، وہ کام سے گیا۔
3. اگر تم پر کوئی مشکل آئی، میں ساتھ دوں گا۔

(ن) جملہ موصولہ میں صلہ و موصول کے اجزا کے درمیان جیسے؛

1. یہ بات، جس نے بھی آپ سے کہی، غلط کہی۔
2. چپ بھی رہو، جو بھی سنے گا، کیا کہے گا۔
3. جس جس سے ملاقات ہوئی، سب نے آپ کا ذکر کیا۔

(و) حرف استثناء، حرف استدراک، حرف توجیہ سے پہلے جیسے؛

1. وہ ذہین و محنتی سہی، لیکن قابل اعتماد نہیں۔

2. جلسے میں سبھی پہنچ گئے، مگر آپ کو پہنچنا تھا نہ پہنچے۔
3. اسے اپنے پاکستان میں ہی اعلیٰ درجے کی ملازمت مل گئی، پھر باہر کیوں جاتا۔
4. خوب محنت کرو، تاکہ امتحان میں اچھے نمبر حاصل کرسکو۔

(ہ) جب دو یا زیادہ ایک ہی قسم کے ’’کامے‘‘ ایک ساتھ آئیں ایسی صورت میں عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ پہلے لفظوں کے بیچ ’’کاما‘‘ آتا ہے اور آخری لفظ سے پہلے ’’اور‘‘ یا ’’یا‘‘ آتا ہے جیسے؛
1. یہ کتاب مفید، نصیحت آموز اور آسان ہے۔
2. ملتان، لاہور، کراچی، اور پشاور میں بھی میں نے اسے تلاش کیا۔
3. وہ بہت سمجھدار، ذہین، اور بااخلاق ہے۔

(3)وقفہ: (SEMICOLON)

جب زیادہ ٹھہراؤ کا محل ہو، تو ’’وقفہ‘‘ استعمال کرنا چاہیے۔ ’’وقفہ‘‘ کا استعمال حسب ذیل مقامات پر ہو گا:

(الف) جملوں کے لمبے لمبے اجزا کو ایک دوسرے سے علیٰحدہ کرنے کے لئے سکتوں کے ساتھ ساتھ وقفوں کا استعمال ہونا ضروری ہے کہ خلط مبحث نہ ہو جائے جیسے؛

I. حق یہ ہے کہ اس زمانے میں، جبکہ قومی تپش نما کا پارا ہر گھڑی گھٹتا بڑھتا رہتا ہے؛ جبکہ باوجود تعلیمی کاموں کی کثرت کے، قومی تعلیم کا کوئی صحیح خاکہ ہمارے سامنے نہیں ہے؛ جب کہ سیاسی تار و پود سارے ملک میں پھیلا ہوا ہے مگر کوئی طریقہ قومی فلاح کا ایسا نہیں ہے، جس پر تمام جماعتیں متفق ہو سکیں؛ جب کہ مصلحت اور اصول، چال اور صداقت، تلون اور استقامت میں اکثر مغالطہ ہو جاتا ہے؛ جبکہ باوجود سادگی کے، ادعائے عیش پرستی کے بہت سے چور دروازے کھلے ہیں؛ جبکہ باوجود ایثار اور قربانی کے دعوؤں کے حقیقی ایثار نفس اور ضبط نفس بہت کم نظر آتا ہے۔

(ب) جہاں جملوں کے مختلف اجزا پر زیادہ تاکید دینا مدنظر ہوتا ہے وہاں بھی وقفہ کا نشان استعمال ہوتا ہے مثلاً؛
1. جو کرے گا، سو پائے گا؛ جو بوئے گا، سو کاٹے گا
2. آنا، تو خفا آنا؛ جانا تو رلا جانا
3. تم روئے اور ہمارا دل بے چین ہوا؛ تمہاری انگلی دکھی تو ہمارے دل پر چوٹ لگی؛ مصیبتیں ہم نے بھریں؛ تکلیفیں ہم نے اٹھائیں؛ راتوں کو اٹھ اٹھ کر ہم ٹہلے؛ کندھے لگایا، چمکارا، لوریاں سنائیں؛ غرض کہ جان، مال، آرام سب کچھ تمہارے لئے تج دیا؛ کیا اس کا یہی صلہ ہے؟

(ج) جن جملوں کے بڑے بڑے اجزا کے درمیان، ورنہ، اس لئے، لہٰذا، اگرچہ، چہ جائیکہ، درآں حالیکہ، لیکن اور اس قسم کے رابطے دینے والے دوسرے الفاظ آئیں، وہاں ذہن کو سمجھنے کا موقع دینے کے لئے ان لفظوں سے پہلے وقفے کی علامت لگاتے ہیں۔ واضح رہے کہ جب مذکورہ بالا الفاظ چھوٹے چھوٹے جملوں کو ملاتے ہوں تو یہ علامت نہ لگائی جائے گی بلکہ سکتہ ہی کافی ہو گا جیسے؛
1. اگرچہ آج کل نقادانِ فن اس بات کو سمجھتے ہیں کہ کسی خاص غرض کو پیش نظر رکھ، یا کسی خیال یا رائے کی اشاعت کے لئے کوئی ڈراما لکھا جائے؛ لیکن پاکستان جیسے ملک میں جہاں زندگی کا ہر پہلو قابل اصلاح ہے، اور معاشرے کے ہر شعبے میں تذبذب اور انتشار بپا ہے، فن کی بعض نازک اور خیالی خوبیوں کو قربان کر سکتے ہیں؛ بشرطیکہ وہ سلیقے سے لکھا جائے۔
2. چونکہ نکاح سے قبل ہی نسبت توڑ دی گئی، اور لڑکی چچا سے علیٰحدہ کر لی گئی؛ اس لئے ایسی شادی سے جو مذموم اور دردناک نتائج پیدا ہوتے ہیں ان کا موقع ہی نہیں آیا۔

(د) کسی عبارت یا پیراگراف کے آخر میں لفظ ’’مثلاً‘‘ اور ’’جیسے‘‘ کے بعد بھی وقفے کا نشان آئے گا:

(4)رابطہ: (COLON)

حسب ذیل مقامات پر استعمال ہو گا:

(الف) جب جملے کے کسی سابقہ خیال یا بات کی تشریح یا تصدیق کی جائے جیسے؛
1. سفر ہو یا حضر، دن ہو یا رات، کام ہو یا تفریح، ہمیشہ اور ہر جگہ اپنی صحت کا خیال رکھو: اگر کوئی نعمت ہے تو یہی ہے۔
2. کیا خوب سودا نقد ہے: اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے۔
3. یہ خاموشی کہاں تک؟ لذت فریاد پیدا کر
زمین پر تو ہو، اور تیری صدا ہو آسمان پر:
4. کاو کاو سخت جانی ہائے تنہائی نہ پوچھ
صبح کرنا شام کا: لانا ہے جوئے شیر کا
5. انسان کو بعض کاموں کی قدرت ہے بعض کی نہیں: وہ چل سکتا ہے دوڑ سکتا ہے؛ مگر اڑ نہیں سکتا۔

(ب) جب کسی مختصر مقولے یا کہاوت وغیرہ کو بیان کرنا ہو تو تمہیدی جملے اور اصل جملے کے بیچ میں نیم وقفہ یا رابطہ لاتے ہیں جیسے؛
1. کسی حکیم کا قول ہے: آپ کاج مہا کاج
2. بقول شاعر: تیری روزی شہر وچ تے ساڈے دانے پنڈ
3. سچ ہے: گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

(ج) ایسے دو جملوں کے بیچ میں بھی رابطہ لاتے ہیں جو آپس میں متقابل یا ایک دوسرے کی ضد ہوں اور دونوں مل کر پورے خیال کو ظاہر کریں جیسے؛
I. من چلتا ہے: ٹٹو نہیں چلتا

(د) جب دو جملوں میں سے ایک، دوسرے کی توجیہ کرے مگر کوئی حرف توجیہ ان کے بیچ میں نہ ہو تو ان کے درمیان میں رابطہ لاتے ہیں جیسے؛
I. بچوں کو تنہائی میں نصیحت کرنا چاہیے: سب کے سامنے نصیحت کرنے کا اثر الٹا ہوتا ہے۔

(5)تفصیلیہ :- (COLON DASH)

مندرجہ ذیل مقامات پر استعمال ہو گا:

(الف) کسی طویل اقتباس یا فہرست کے اظہار کے لئے جیسے؛
1. اسم معرفہ کی قسمیں ہیں:- اسم علم۔ اسم خطاب۔ اسم لقب۔ اسم کنیت۔ اسم عرف۔
2. اردو میں خاص عربی حروف یہ ہیں:- ث، ح، ذ، ص، ض، ط، ظ، ع، ق۔

(ب) کسی اصول یا قاعدے کو پیش کرتے وقت جبکہ ایسے موقع پر ’’مثلاً‘‘ یا ’’جیسے‘‘ کا لفظ محذوف یا مقدر ہو مثلاً؛
I. اسم وہ کلمہ ہے جو نام، کسی شخص، جگہ، یا چیز کا:- حامد، محمود، کتاب، قلم، باغ، کراچی۔

(ج) ایسے جملے کے بعد جس کے آگے کسی واقعہ کی تفصیل بیان کی جائے جیسے؛
1. پانی کے فوائد کیا کیا بیان کئے جائیں:- اس سے کھانا پکاتے ہیں، غسل کرتے ہیں، کپڑے دھوتے ہیں، کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں، جانوروں کو پلاتے ہیں، ہم خود پیتے ہیں، پانی کے بغیر نہ کوئی پودا اگ سکتا ہے، نہ کوئی جاندار زندہ رہ سکتا ہے۔
2. بابائے اردو مولوی عبدالحق کی زندگی کا حال سنو:- صبح سویرے اٹھے، ضروریات سے فارغ ہوئے، ڈاک دیکھی اگر موسم خوشگوار ہے تو چھڑی لے کر ٹہلنے چلے گئے، ورنہ گھر ہی میں رہے اور لکھنے پڑھنے بیٹھ گئے۔

(د) کسی عبارت، واقعہ یا مضمون کی تلخیص کرتے وقت جبکہ جملے کے آخر میں ’’غرضیکہ‘‘ یا ’’مختصر یہ ہے‘‘ یا ’’حاصل کلام یہ ہے‘‘ کہ الفاظ آئے ہوں جیسے؛
1. صبح کے منظر کی کیفیت مختصراً یہ تھی:- ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی، پھول اور پودے جھوم رہے تھے، گویا ایک دوسرے کا منہ چوم رہے تھے، چڑیاں مہک رہی تھیں، کلیاں مہک رہی تھیں، سورج گلابی رنگ بستر پر انگڑائیاں لے رہا تھا، ستارے ڈر کے مارے کہیں چھپ گئے تھے۔ چشموں کی روانی کیا تھی ایک طرح کی نغمہ خوانی تھی، ایسی نغمہ خوانی جو روح کو سکون بخشتی ہے۔
2. ’’قائد اعظم کی شخصیت اور کارنامے‘‘ کے عنوان سے ایک مصنف کا طویل مضمون آپ کی نظر سے بھی گزرا ہو گا۔ حاصل کلام یہ ہے:- بہت کم شخصیات تاریخ کے دھارے کو قابل ذکر انداز سے موڑتی ہیں۔ اس سے بھی کم وہ افراد ہیں جو دنیا کا نقشہ بدلتی ہیں اور ایسا تو شاید ہی کوئی ہو جسے ایک قومی ریاست تخلیق کرنے کا اعزاز حاصل ہو۔ جناح نے یہ تینوں کام کر کے دکھائے۔

(6)خط — (DASH)

کے استعمال کے مواقع یہ ہیں:

(الف) کہتے کہتے جب بات کے رخ کو اچانک بدل دیا جائے جیسے؛
1. میں سوچتا ہوں کہ اب کے اس سے عید ملنے جاؤں — لیکن میں کیوں جاؤں، وہ مجھ سے عمر میں چھوٹا ہے، رشتے میں چھوٹا ہے، اسے چاہیے کہ وہ مجھ سے ملنے آئے۔

(ب) کسی بات کی مزید وضاحت کے لئے جیسے؛
2. راستے میں اس کا سارا سامان لٹ گیا — ریڈیو، گھڑی، زیور، نقدی، کپڑے، بستر، کچھ بھی تو باقی نہ رہا۔

(7)سوالیہ؟ (INTERROGATION)

سوالیہ نشان کے استعمال کے مواقع یہ ہیں:

(الف) ’’سوالیہ نشان‘‘ سوالیہ جملوں کے بعد آئے گا جیسے؛
1. آپ صبح کس وقت اٹھتے ہیں؟
2. لاہور میں کس کس سے ملے اور کیا کیا دیکھا؟
3. کیا حامد کے ساتھ محمود بھی جا رہا ہے؟
4. آخر دونوں جا کیوں رہے ہیں؟

(8)فجائیہ و ندائیہ!

(EXCLAMATION)

فجائیہ و ندائیہ کے استعمال کے مواقع یہ ہیں:

ایسے کلمات وفقرات کے بعد جو غصہ، خوف، نفرت، افسوس، حیرت، تحسین اور خوشی وغیرہ کے اظہار کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔منادی کے بعد بھی آتا ہے بشرطیکہ اس سے قبل حرف ندا بھی آیا ہو جیسے؛

1. پیدا کہاں ہیں ایسے پراکندہ طبع لوگ
افسوس!تم کو میرؔ سے صحبت نہیں رہی

2. اب جفا سے بھی ہیں محروم ہم اللہ اللہ!
اس قدر دشمن اربابِ وفا ہو جانا!

3. یارب! زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لئے
لوحِ جہان پہ حرف مکرر نہیں ہوں میں

4. شدت غم میں کچھ کمی کر دے
اب تو اے غمگسار! آدھی رات

5. صبح ہونے کو ہے مضطرؔ ! آ یئے
مطلعِ انوار کی باتیں کریں

6. یہ گھڑی پھر نہ ہاتھ آئے گی
باخبر، ہوشیار! آدھی رات

7. باایں ہمہ دلداری، باایں ہمہ ستاری
مضطرؔ! وہ کہیں تم سے ہو جائیں نہ رنجیدہ

8. موت کے بعد تو لوگو! چین سے سونے دو
خاک میں جا لیٹے ہیں، آنکھیں سی لی ہیں

9. مضطرؔ جی ! اک کام کرو نا
صبح کو رو رو شام کرو نا

10. میرا نام چرانے والو!
واپس میرا نام کرو نا

11. عیب تراشو! غیب شناسو!
تم بھی کبھی آرام کرو نا

12. جی اٹھوں مضطرؔ! ہمیشہ کے لئے
مسکرا کر آج مر جاؤں اگر!

(9)قوسین”()“(BRACKET)

مندرجہ ذیل جگہوں میں قوسین کا نشان استعمال ہوگا:

(الف) کسی لفظ کے معنی، تذکیر و تانیث، واحد، جمع یا تلفظ کی وضاحت کے لئے جیسے؛

1. شعر کے لئے میٹر (وزن)اور ردم (آہنگ)دونوں ضروری ہیں۔
2. معلم (میم مضموم ماقبل آخر مکسور) عربی مصدر، تعلیم کا اسم فاعل ہے۔
3. جنس (تذکیر و تانیث) کی دو قسمیں ہیں ایک مصنوعی (غیر حقیقی) دوسری حقیقی۔
4. ”آب“ (پانی کے معنوں میں) مذکر ہے۔

(ب) جملہ معترضہ کے آغاز خاتمے پر جیسے؛

1. ہمارے سیاسی رہنما (آپ ان میں سے ایک دو کو چھوڑ دیجئے) باتیں بنانے کے سوا اور کچھ نہیں کرتے۔
2. غالب کی شاعری کے متعلق میری رائے (اول تو میری رائے کیا اور رائے کی اہمیت کیا) بہرحال یہ ہے کہ اس کی شاعری بنیادی طور پر جذبے کی نہیں فکر و نظر کی شاعری ہے۔

(10)واوین ” “

(INVERTED COMMAS)

مندرجہ ذیل جگہوں میں استعمال ہوگا:

کسی حوالہ، کسی قول، یا کسی اقتباس کے نقل کرنے پر اس کے آغاز و اختتام پر واوین کا نشان استعمال ہوتا ہے جیسے؛

1. سقراط کہتا ہے:۔”میں ہمیشہ سے ہی اس قسم کا انسان ہوں کہ میں کسی بات سے قائل نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ گہرے غور و فکر کے بعد کوئی نظریہ بہترین نظر آئے۔“
2. افلاطون کہتا ہے:۔”چونکہ انسانی فطرت میں آسمانی ہدایت کی کسی قدر چنگاری موجود ہے اس لئے اگر انسان چاہے تو عقل کے ذریعہ مناسب جستجو کے بعد عالم غیب کے حقائق کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔“
3. نیوٹن کے متعلق آر۔ ایس۔ ویسٹ فال لکھتا ہے:۔”وہ حضرت عیسیٰؑ کو بندہ اور خدا کے درمیان ایک الٰہی وسیلہ سمجھتا تھا جو خود اپنے پیدا کرنے والے آسمانی باپ کے ماتحت تھا۔“

بعض دیگر علامات

نمبر شمار	علامت	استعمال
1	ایضاً	”ایضاً“ جیسا کہ داغ دہلوی کے اس شعر سے ظاہر ہے: جو تم کو ہم سے نفرت ہے تو ہم کو تم سے ایضاً ہے جو تم نظریں بدلتے ہو تو ہم بھی دل بدلتے ہیں ”ایضاً“ کے لغوی معنی ہیں ”نیز“ یا ”وہی“ لیکن اردو میں ان معنوں کے علاوہ ”دہرانا“ اور ”منظور کرنا“ کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔
2	الخ	الی الآخرہٖ (اس کے آخر تک) کا مخفف ہے پوری عبادت نقل کرنے کے بجائے جب ابتدائی کلمات یا ٹکڑے لکھ کر اس کے آگے الخ بنا دیتے ہیں تو مفہوم یہ ہوتا ہے کہ جس عبارت کا حوالہ دیا گیا ہے اسے آخر تک دیکھا یا سمجھا جائے مثلاً؛ نقش فریادی ہے۔۔۔الخ اس کا مطلب یہ ہے کہ غالب کے اس شعر کو پورا دیکھا جائے۔
3	ج۔س۔م۔ف	”جواب سے مطلع فرمائیے“ کا مخفف ہے۔ صاحب کیفیہ نے اس کے لئے ”جواب عنایت ہو“ کا مخفف ”جع“ تجویز کیا تھا لیکن مقبول نہ ہوا۔ ج۔س۔م۔ف کا رواج ہوگیا ہے اور اب یہی لکھنا چاہیئے۔
4	رح	”رحمۃ اللہ علیہ“ کا مخفف ہے۔ بزرگانِ دین و ملت کے ناموں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔
5	ؓ	”رضی اللہ عنہ“ یا ”رضی اللہ عنہا“ کا مخفف ہے۔صحابہ کرام اور ازواج مطہرات کے ناموں کے آگے لکھا جاتا ہے۔
6	س	علمی و ادبی کتابوں میں ”سطر“ کے لئے بطور مخفف لکھتے ہیں۔
7	سنہ	تقویمی سال کا نشان ہے۔
8	سنہ ء	سن عیسوی مراد ہے۔
9	سنہ ھ	سن ہجری مراد ہے۔
10	سنہ ف	سن فصلی مراد ہے۔
11	سنہ ش	سن شمسی مراد ہے۔
12	ص	صفحہ کی نمائندگی کرتا ہے۔
13	ص یا صلعم	”صلی اللہ علیہ وسلم“ کی علامت ہے۔
14	ع	مصرع کی علامت ہے جب کسی عبارت میں کوئی مصرعہ درج کرنا ہو تو مصرع سے پہلے ع لکھ دیتے ہیں۔
15	علیہ	”علیہ السلام“ کا مخفف ہے۔
16	کرم	کرم اللہ وجہہ کا نشان ہے۔
17	کذا	کذالک (معنی ہیں اس طرح) کا مخفف ہے جب نثر یا نظم کے کسی لفظ یا ٹکڑے پر ”کذا“ لکھا ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ وہ اصل کے عین مطابق ہے یعنی جس طرح اصل نسخے میں موجود ہے بالکل اسی طرح منقول ہے۔
18	؎	نمبر کا نشان ہے۔
19	؎	یہ نشان اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ اس کے بعد کوئی شعر یا نظم کا کوئی ٹکڑا درج کیا جائے گا۔
20	وا	ورق الیٹے کا نشان ہے۔
21	مع	مزید عبارت کی علامت ہے جو مضمون یا خط کے آخر میں بطور اضافہ لکھی جاتی ہے۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

احمدیت ہی غالب آئے گی

مرسلہ: ذیشان محمود۔ سیرالیون

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ہماری جماعت کا قیام اسلام کے دوبارہ احیاء اور اس کو دنیا میں شوکت وعظمت کے ساتھ قائم کرنے کے لئے ہوا ہے۔ گویا احمدیت کی شکل میں کوئی نیا مذہب قائم نہیں ہوا۔ احمدیت نے کوئی نئی شریعت پیش نہیں کی۔ احمدیت کوئی نیا مسلک لے کر نہیں آئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو کچھ فرمایا تھا احمدیت لفظ بلفظ اُس کی نقل ہے اور حرف بحرف اُسی کی تصدیق ہے۔ احمدیت کے آنے کی وجہ اور اللہ تعالیٰ کے ایک مامور کو کھڑا کرنے کی وجہ صرف اور صرف اِتنی ہی تھی، اتنی ہی ہے اور اتنی ہی رہے گی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اسلام کو جو مسلمانوں نے بھُلا دیا تھا اور آپ کے بتائے ہوئے رستہ کو جو مسلمانوں نے ترک کر دیا تھا اور آپ کی سکھائی ہوئی تعلیم کو جسے لوگوں نے چھوڑ دیا تھا اور اس کے نتیجہ میں اپنے عمل کی کمزوری اور خدا کی گرفت کی وجہ سے مسلمانوں کا قدم ذلّت، نکبت اور رُسوائی کی طرف لَوٹ گیا تھا اور یا تو وہ ایک وقت میں دنیا کے ایک بڑے حصہ پر غالب تھے اور یا وہ سارے ممالک میں مغلوب ہو گئے اور ان کی دینی، اخلاقی، سیاسی، تمدنی اور علمی برتری دینی، اخلاقی، سیاسی، تمدنی اور علمی شکست اور کمزوری میں متبدّل ہوگئی ہے۔ خدا تعالیٰ نے چاہا کہ وہ اِس ذلت کو دور کرے اور پہلے طریق کو دوبارہ دنیا میں رائج کرے۔ اسلامی اخلاق کو دوبارہ پیدا کرے اور اپنے دین کو پھر دنیا میں غالب کرے اور کفر اس کے مقابلہ میں شکست کھا کر اپنی مقررہ جگہ پر چلا جائے۔ یہی احمدیت کے قیام کی غرض تھی، یہی غرض اب بھی ہے اور یہی غرض قیامت تک رہے گی۔ دشمن خواہ کتنی غلط باتیں ہماری طرف منسوب کرے، وہ خواہ کتنے غلط عقیدے ہماری طرف منسوب کرے، وہ خواہ کتنی باتیں اپنے دل سے بنا کر ہمارے عقیدوں میں داخل کرنے کی کوشش کرے یہ ایک صداقت ہے جس کا کوئی غیر بھی دیانتداری کے ساتھ مطالعہ کرے گا تو اس پر واضح ہو جائے گی اور اُسے تسلیم کرنا ہوگا کہ احمدیت کا مقصد اور مدعا ابتدا سے لے کر آج تک یہی رہا ہے اور آج سے لے کر قیامت تک یہی رہے گا۔ اور اگر یہ صحیح ہے کہ یہی منشاء احمدیت کے قیام کا تھا، یہی منشاء احمدیت کے قیام کا ہے اور یہی منشاء احمدیت کے قیام کا رہے گا۔ اور اگر یہ صحیح ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں بھیجے گئے تھے اور قرآن کریم خدا تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب ہے اور قیامت تک قائم رہنے والی کتاب ہے تو پھر یہ تیسرا نتیجہ بھی ضروری ہے کہ یہ بات قطعی اور یقینی ہے کہ دنیا کی طاقتیں اور قوتیں خواہ وہ سیاسی ہوں، تمدنی ہوں، علمی ہوں یا کسی قسم کی بھی ہوں منفردانہ طور پر یا مشترک طور پر الگ الگ وقتوں میں یا ایک ہی وقت میں مختلف سکیموں کے ماتحت یا ایک ہی سکیم کے ماتحت اچانک یا کسی سوچی سمجھی ہوئی تدبیر کے مطابق اگر حملہ کریں گی تو وہ ناکام و نامراد رہیں گی اور احمدیت ہی غالب آئے گی۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ احمدی اپنے فرائض کو ادا کریں اور وہ اپنے مقصد کو اپنے سامنے ہمیشہ زندہ رکھیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24 نومبر 1950ء بمقام ربوہ الفضل مورخہ 30 نومبر 1950ء)

ایک سبق آموز بات

جنازے میں شرکت

جنازے کے پیچھے جانے کا عمل ایسا ہے جو ہم سب کرتے ہیں۔ شاید ہی کوئی شخص ہوگا جو کبھی بھی جنازے کے پیچھے نہ گیا ہو بلکہ ہر شخص کو اس عمل سے واسطہ پڑتا ہے لیکن یہ عمل بھی اب ایک رسم اور خانہ پوری بن کر رہ گیا ہے۔ بعض اوقات جنازہ میں شرکت کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ شرکت نہ کی تو لوگ ناراض ہو جائیں گے۔ یہ نیت اور مقصد غلط ہے۔ جنازہ میں شرکت کرتے وقت نیت درست کرلیں۔ یہ نیت ہونی چاہئے کہ میں مسلمان کا حق ادا کرنے کے لئے شرکت کر رہا ہوں اور جنازہ کے پیچھے چلنا چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپؐ کا حکم ہے اس لئے میں اتباع کر رہا ہوں۔ اس نیت سے جب شرکت ہوگی تو ان شاء اللہ تعالیٰ یہ عمل بڑے اجر اور ثواب کا موجب ہوگا۔

مرسلہ: علامہ محمد عمر تماپوری۔ بھارت

5/ستمبر 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:47	18:33
مدینہ منورہ	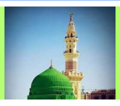	04:45	18:36
قادیان		04:43	18:48
ربوہ		04:23	18:28
اسلام آباد ٹلفورڈ	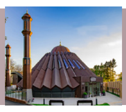	04:53	19:41

فقہی کارنر

مسجد کی امامت اور ختم پر اجرت لینا

ایک سوال پر (حضرت مسیح موعودؑ نے) فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے پاک کلام قرآن کو ناپاک باتوں سے ملا کر پڑھنا بے ادبی ہے وہ تو صرف روٹیوں کی غرض سے مُلاں لوگ پڑھتے ہیں۔ اس ملک کے لوگ جو ختم وغیرہ دیتے ہیں مُلّاں لوگ لمبی لمبی سورتیں پڑھتے ہیں کہ شوربا اور روٹی زیادہ ملے۔

وَلَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰیٰتِیۡ ثَمَنًا قَلِیۡلًا (البقرہ: 42)

یہ کفر ہے۔ جو طریق آج کل پنجاب میں نماز کا ہے میرے نزدیک ہمیشہ سے اس پر بھی اعتراض ہے ملاں لوگ صرف مقررہ آدمیوں پر نظر کر کے جماعت کراتے ہیں ایسا امام شرعاً ناجائز ہے۔ صحابہؓ میں کہیں نظیر نہیں ہے کہ اس طرح اجرت پر امامت کرائی ہو پھر اگر کسی مسجد سے نکالا جاوے تو چیف کورٹ تک مقدمہ چلتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ ایک ملاں نے نماز جنازہ کی چھ یا سات تکبیریں کہیں۔ لوگوں نے پوچھا تو جواب دیا کہ یہ کام روزمرہ کے محاورہ سے یاد رہتا ہے کبھی سال میں ایک آدمی مرتا ہے تو کیسے یاد رہے جب مجھے یہ بات بھول جاتی ہے کہ کوئی مراجھی کرتا ہے تو اس وقت کوئی میت ہوتی ہے۔

اسی طرح ایک مُلّا یہاں آ کر رہا۔ ہمارے میرزا صاحب نے اُسے محلے تقسیم کر دئے ایک دن وہ روتا ہوا آیا کہ مجھے جو محلہ دیا ہے اس کے آدمیوں کے قد چھوٹے ہیں اس لئے ان کے مرنے پر جو کپڑا ملے گا اس سے چادر بھی نہ بنے گی۔

اس وقت ان لوگوں کی حالت بہت ردّی ہے صوفی لکھتے ہیں کہ مردہ کا مال کھانے سے دل سخت ہو جاتا ہے۔

(البدر 27 مارچ 1903ء صفحہ 73)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)